اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / دسواں اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 02 / جنوری 2025ء بمطابق یکم / رجب المرجب ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	تحریک التوا نمبر 1۔	32
4	رخصت کی درخواستیں۔	33
5	قرارداد نمبر 34۔	34
	قرارداد نمبر 33۔	40
	قرارداد نمبر 35۔	47

جلد 10 ☆☆☆ شمارہ 04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 02 رجنوری 2025ء بمطابق یکم ررجب المرجب ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 45 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیۡنَ مَاۤ اٰتٰىہُمۡ رَبُّہُمۡ ط اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۶﴾ کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَہۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالۡاَسۡحَارِ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ ﴿۱۹﴾

﴿پارہ نمبر ۲۶ سُوۡرَۃُ الذّٰرِیٰت آیات نمبر ۱۵ تا ۱۹﴾

ترجمہ: البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں۔ لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے۔ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے۔ اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے۔ اور انکے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰه. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۔اَمَّابَعْدفَا اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ ۔

جناب اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

میرزابدعلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: I need your attention Mr.Speaker.

جناب اسپیکر: جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر! آج بلوچستان میں فوجی آپریشن ہورہا ہے۔ یہ آپ سب کو پتہ ہے۔ اِس میں ابھی اِس طرح ہے کہ پاکستانی قانون بھی ہے پاکستانی عدالتیں بھی ہیں۔ جوملٹری آپریشن ہورہا ہے اُس کی تو ہم سب نے تقریباً مخالفت کی تھی کہ یہاں ملٹری آپریشن نہیں ہونا چاہئے بلکہ کورکمانڈر نے بھی کہا کہ اُنہوں نے بھی کہا کہ ڈائیلاگ کی بات کی۔لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ ایک طرف ڈائیلاگ کی وہ بات کرتے ہیں دوسری طرف بالکل فوجی آپریشن ہے۔تو اِس ملٹری آپریشن میں، بہرحال پھر ہمارے خدشات ،فوجی حکومت ہے۔لیکن اِس میں جناب اسپیکر! میں آپ کا اِس میں رُولنگ میں چاہوں گا کہ اِس ملٹری آپریشن کے دوران ہمارے لوگوں کو اُٹھا کے گُم کر رہے ہیں۔ ہمارے لوگوں کو اُٹھا رہے ہیں۔جس گاؤں میں جارہے ہیں۔اُس گاؤں کو تہس نہس کررہے ہیں۔اورلوگوں کو اُٹھا کے لے جارہے ہیں۔تو اِس میں آپ کی میں رُولنگ چاہوں گا کہ فوج، ملٹری آپریشن کے دوران جو بھی ہمارے لوگوں کو اُٹھا کے لے جارہے ہیں اُن کو پاکستانی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔اور اُن پر اگر کوئی الزام ہے اُن پر کیس چلایا جائے۔لیکن اِس طرح اُن کو اُٹھا کر اُن کو گُم کرنا اور بیس بیس تیس تیس سال سے جس طرح ہمارے لوگ گُم ہیں، اِس کو پھر میرے خیال میں یہ ایوان چاہے وہ ٹریژی بینچز پر ہیں، چاہے حزب ِاختلاف میں ہیں اِس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔تو اِس میں مَیں آپ کی رُولنگ چاہوں گا کہ فوج ملٹری آپریشن کے دوران جو بھی لوگوں کو اُٹھا رہے ہیں، چاہے بلوچ ہوں، پشتون ہوں، اُن کو پاکستانی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ جو بھی اُن پر الزام ہے اُن پر کیس چلایا جائے اُن کو سزا ہوں، جو بھی ہوں، وہ بعد کی بات ہے۔

جناب اسپیکر: Thank you Nawab Sahib! پوائنٹ آپ کا on record آ گیا۔ Leader of the House چونکہ موجود نہیں ہیں۔ one-sided ہے تو وہ جیسے ہی حاضر ہوتے ہیں، اُن سے بھی اُن کی رائے لے لیتے ہیں اِس ملٹری آپریشنز پر۔ پھر accordingly انشاءاللہ چلیں گے۔ thank you very match.

زابدعلی ریکی صاحب۔جی۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: تو آج سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ مطلب جو گزارش مَیں نے کی آپ کی خدمت میں، تو اِسکو record کریں۔ سرکاری بینچز پر جو بھی منسٹر ہیں، minister for law یا for home minister and parliamentary affairs. یا چیف منسٹر جو بھی آئیں۔ مطلب اس پر نہیں، تو، مطلب اِن کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اِس پر آپ اپنی رُولنگ دے دیں کہ یعنی مَیں نہیں کہہ رہا ہوں کہ مطلب فوج جس کو بھی اُٹھا کر اُس کو چاند پر بھیج دے یا سُورج میں بھیج دے یا اُس کو ہاتھ لگائے۔ مَیں کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو اُٹھایا جا رہا ہے اُن کو پاکستانی قانون ان کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔ It is very simple. اِس میں، تو مَیں آپ کی رُولنگ چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: نواب صاحب! done, done. نواب صاحب۔ جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: یہ ہے کہ آپ جیسے نواب صاحب بات کر رہے تھے۔ لیکن ہمارے علاقوں میں specially میں ڈسٹرکٹ پنجگور کا بتا رہا ہوں کہ امن وامان کی حالت انتہائی مخدوش ہو چکی ہے۔ اب دو دن پہلے میرے وہاں میونسپل کمیٹی تسپ کے وائس چیئرمین ہیں شیر علی وزیر اُن کے گھر پر، وہ سیاسی ورکر ہیں اور علاقے میں ایک خدمت گار ہیں اور سول سوسائٹی کا بھی نمائندہ ہیں، نیشنل پارٹی کے بھی عہدیدار ہیں، اُن کے گھر پر جا کے نامعلوم افراد نے فائرنگ کی ہے۔ اور اِس سے پہلے بارہ دسمبر کو جو میرا تحصیل نائب صدر ہے عبدالغفور رئیس اس کو مسجد کے اندر جا کر دہشتگردوں نے شہید کیا۔ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک حکومت نے کوئی سراغ نہیں لگایا۔ ہم اِس بات پر حیران ہیں کہ سیاسی کارکنوں کو ناجائز طور پر خوف وہراس کا شکار کر رہے ہیں۔ میں واضح کروں اِس فلور پر ہماری جدوجہد ایک پر امن جدوجہد ہے نیشنل پارٹی کی۔ ہم ایک جمہوری سیاسی جماعت ہیں پاکستان کے آئین کے دائرہِ کار میں رہتے ہوئے ہم اپنی ایک پرامن سیاست کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے کارکنوں کو بیدردی سے شہید کیا جا رہا ہے۔ میں جناب اسپیکر صاحب! یہ بتاؤں کہ 2008ء سے لیکر ابھی تک سینکڑوں کارکن نیشنل پارٹی کے دہشتگردی کا نشانہ بنے ہیں۔ مَیں یہ گزارش کرتا ہوں سر! آپ رولنگ دیں آئی جی پولیس باقاعدہ طور پر اُن ایریاز میں انکوائری کریں۔ اور جو عبدالغفور کو شہید کیا گیا ہے۔ شیر علی وزیر کے گھر پر ناجائز چادر اور چاردیواری کی پامالی کی گئی ہے۔ روایت اور رواداری کو توڑا گیا ہے ایک عجیب ماحول ہے اِس پر انکوائری کریں اور جو قاتل ہیں اُن کو گرفتار کریں۔ اور یہاں جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے، گھر پر حملہ کیے، ایک بے عزتی کی ہے، جو ناں پشتون کی روایت میں ہے ناں بلوچ کی روایت میں ہے، اُن کو گرفتار کر لیں۔

جناب اسپیکر: آپ سمجھتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ سے اِس کی بابت اِنکی ساری details منگوائی جائیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جی آپ کی آواز صاف نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: جی میرے کہنے کا، آپ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ بینچز سے یہ جو incidents ہوئے ہیں وہاں اُن کی details منگوائی جائیں کہ کیا کچھ ہوا ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ : بالکل منگوائی جائیں۔اور اِس پر باقاعدہ طور IG کارروائی کریں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہوگیا۔اچھا میں آپ کو ایک اور چیز، نواب صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں اور آپ بھی point of public importance پر۔

نواب محمد اسلم رئیسانی: point of public interest. جناب اسپیکر! آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسمبلی کے گیٹ کے باہر ہمارے قبائل اور ہمارے زمیندار سارے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو مسودہِ قانون minister for revenue نے جو پیش کیا ہے۔تو اِسکو لوگ کسی بھی صورت میں قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ agriculture sector is heavily taxed. ہمارے ساتھ فیڈرل گورنمنٹ بیٹھے حساب کرے کہ ہم عشر دیتے ہیں، ہم چونگی دیتے ہیں، ہم extra سرچارج دیتے ہیں، ہم سیلز ٹیکس دیتے ہیں۔ہم کتنے قسم کے taxes دیتے ہیں۔آپ مہربانی کر کے ٹریژی بینچز سے دو تین منسٹرز صاحبان جا کے اُن سے بات کریں۔ اُنہیں تسلی دیں کہ یہ مسئلہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے ہے۔جب بھی چیف منسٹر ایوان آئیں گےُ انکو بھی مدعو کیا جائے گا تاکہ وہ اپنی اسٹینڈنگ کمیٹی کو اپنی رائے پیش کر سکیں۔اگر آپ اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر: done۔نواب صاحب کا پوائنٹ آگیا۔ابھی میں گزارش کروں اِس میں تھوڑی سی کہ یہ بل فرسٹ ٹائم جب اسمبلی میں آیا تھا ہم نے اِسکو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا تھا۔ پھر دوبارہ اسٹینڈنگ کمیٹی اُس پر کوئی خاطرخواہ decision نہ لے سکی۔ اُنہوں نے as it is واپس اسمبلی میں بھجوایا۔ دوبارہ minister for revenue کی recommendation پر ہم نے دوبارہ اُس کو اسٹینڈنگ کمیٹی پاس بھجوایا۔ وہ اِس پر نشست کرے گی۔ایک نشست، دو نشست، تین نشست جس پر سارے ممبرز کی جیسے کہ مَیں نے گزارش کی تھی کہ آپ لوگ بھی اِسمیں participate کریں۔ جو بھی recommendation ممبرز کی کمیٹی کی طرف سے آئے گی، اُس کے بعد وہ آپ کے ساتھ share کی جائے گی۔ پھر جو بھی آگے گورنمنٹ decide کرتی ہے یا اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کے decide کرتی ہے انشاءاللہ .We will go accordingly۔جی صادق صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جناب اسپیکر! نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب ایک قبائلی سیاسی شخصیت ہیں، اُنہوں نے زرعی ٹیکس کے بارے میں جن خدشات کا اظہار کیا ہم پورا ایوان جو اِس وقت یہاں بیٹھا ہے، ہم اِس کے حق میں نہیں ہیں۔ناں یہ بل پیش ہونے دیں گے، ناں یہ بل پاس ہوگا۔

جناب اسپیکر: اب ایجنڈے کی طرف آتے ہیں۔ زاہد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you جناب اسپیکر صاحب! Question No.8

جناب اسپیکر: Minister for S&GAD

میر لیاقت علی لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆8 **میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء۔ 16 اکتوبر 2024 کو موخر شدہ۔

کیا وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں کمروں کے کرایہ کی مد میں آمدنی حاصل ہوئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 23-2022ء اور 2024ء تک بلوچستان ہاؤس اسلام آباد سے حکومت بلوچستان کو حاصل ہونے والی آمدنی کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 10 ستمبر 2024ء۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کرایہ کی مد میں سال 23-2022ء میں مبلغ/34,971,503 روپے اور سال 24-2023 میں مبلغ 58,469,004 روپے کی آمدنی حاصل ہوئی ہے۔ مزید تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: پتہ نہیں جناب اسپیکر صاحب! صبح لیاقت جان نے ناشتہ نہیں کیا تھا کیا وجہ ہے؟

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ یہاں سے treasury benches ٹریژری بنچز سے دو، تین وزراء صاحبان جائیں اور زمیندار لوگوں کو، قبائلی لوگوں کو تسلی دیں اُن سے کہیں کہ مطلب یہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو ہم نے بھیجا ہے۔

جناب اسپیکر: روڈ پر بیٹھے ہیں؟

میر زابد علی ریکی: روڈ پر بیٹھے ہیں جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: اچھا! کمیٹی بھجوائیں اُن کے پاس۔ صادق عمرانی صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: صادق عمرانی، سلیم خان کو بھیجیں۔ میں بھی انکے ساتھ جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: سلیم خان، نور محمد دمڑ صاحب اور برکت رند صاحب۔ نواب صاحب! آپ بھی ساتھ چلے جائیں۔ جی زاہد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ questsion پہلے بھی اجلاس میں آیا تھا میرے خیال سے منسٹر یہاں نہیں تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان ہاؤس کا آپ کو پتہ ہے آپ بھی گئے ہیں وہاں بلوچستان ہاؤس کے

حالات دیکھ کر بہت ترس آتا ہے۔ بلوچستان ہاؤس کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ وہ قابل رہائش نہیں ہے۔ آپ پنجاب ہاؤس جائیں۔ آپ KPK ہاؤس جائیں آپ سندھ ہاؤس جائیں وہاں اُن کے کمرے دیکھ لیں اور بلوچستان ہاؤس کو دیکھ لیں کہ کیا انجام بنایا ہے اُس کا۔ اُس کے صوفے، اُس کے کمرے، یہ کم از کم جناب اسپیکر صاحب! مجھے اِس question کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ کے یہاں کے بیٹھے ہیں فنانس منسٹر بیٹھے ہیں لیاقت صاحب بیٹھے ہیں خدارا بلوچستان ہاؤس کے سالانہ اِس بندے کے جناب اسپیکر صاحب! اِس میں دیا ہوا ہے کہ 2022-23ء میں 3 کروڑ اِس کے آئے ہیں۔ اور 2023-24ء میں 5 کروڑ 84 لاکھ۔ آپ یہ لگا دیں جناب اسپیکر صاحب! یہ 9، 10 کروڑ کے لگ بھگ ہوں گے۔ گورنمنٹ بھی اُس کو دے رہی ہے۔ آپ اندازہ لگا دیں کہ یہ پیسے کہاں جا رہے ہیں؟ اُس کے کمرے دیکھیں۔ ابھی میرے خیال سے سننے میں آ رہا ہے چار پانچ کمرے بنے ہیں باقی اس کا نیو بلاک اور اولڈ بلاک خدارا! آپ گورنمنٹ کے لوگ بیٹھے ہیں، اِس میں آپ لوگوں کا عزت ہے۔ یہاں آپ نہیں غریب، سردار، ایم پی اے، منسٹر ہر کوئی وہاں جا کر دو دن stay کر کے واپس آتا ہے۔ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! ایک دن ہمارے فضل قادر صاحب پنجاب ہاؤس میں تھے جب میں گیا وہاں اُن کا کمرہ دیکھا میں نے کہاں یہ بھائی سرینا کا کام ہے نہ Merroit ہوٹل کا کام ہے پنجاب ہاؤس۔ میں خود گیا وہاں میں نے دیکھا جناب اسپیکر صاحب! ابھی kindly فنانس منسٹر بیٹھے ہیں، لیاقت صاحب بیٹھے ہیں، خدارا بھائی اِس پر عملدرآمد کریں۔ یہ سوال کا یعنی آپ مجھے جواب دیں گے اِسمیں جواب دینے کا فائدہ نہیں ہے اس پر عملدرآمد ہو۔ اس میں ہمیں ایک دو مہینے کے اندر اندر ہمیں پروگرس دے دیں جی۔

جناب اسپیکر: جی Minister for S&GAD please

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق: سر! ہمارے بھائی حاجی زاہد صاحب نے کہا کہ جو خستہ حال ہے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں۔ تو ظاہری بات ہے اِسکو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ اب ہمارے جتنے بھی ایم پی اے اور منسٹر صاحبان ہیں جاتے ہیں۔ اِس پر ہم نے سی ایم سے بات کی ہے انشاءاللہ ہم اِس کو جلد از جلد کوشش کریں گے کہ repair کریں۔ یہ approved ہو۔

جناب اسپیکر: جی Minister for Finance

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ ریکی صاحب نے بتایا جو وہاں سے revenue income generate ہوئی ہے 2023-24ء میں کوئی 5 کروڑ 84 لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل۔

وزیرخزانہ: سر! میں یہ آپ کو بتا دوں وہاں جو utilities کے بلز ہیں تقریباً 4 کروڑ کے یا جتنے ہیں جو وہاں کی گیس ہیں وہاں کی الیکٹرک سٹی ہے یا دیگر پانی یا ٹیلیفون کے اخراجات ہیں وہ ملا کر کوئی 4 کروڑ کے قریب بنتے ہیں اِن پیسوں سے تو وہ کام نہیں بنتا۔ ایڈیشنل بجٹ سالانہ مزید دیا جاتا ہے صرف 13 کروڑ کے آس پاس تو تنخواہیں بنتی ہیں۔تو وہاں اوراِس وقت بلوچستان کے جو حالات ہیں بلوچستان کی جو مالی صورتحال ہے اور بلوچستان میں جو اِس وقت ڈویلپمنٹ کی صورتحال ہے یہاں کے اسکولز کی صورتحال ہے یہاں کے ہسپتالوں کی صورت حال ہے تو کوشش کر رہے ہیں manage کر رہے ہیں کہ تاکہ اُن سیکٹروں کو جو ضروری ہے جو برائے راست ہیں جیسے حاجی زاہد صاحب تو میں اُن کو appreciate کرتا ہوں کہ وہ سب سے زیادہ اُن پسے ہوئے طبقوں کی اٹھاتے ہیں۔تو انشاءاللہ اِس کو بھی چونکہ یہ ہمارا face ہے وہاں فیڈرل گورنمنٹ میں وہاں ہمارے مہمان آتے ہیں لوگ آتے ہیں ہمارے ہاؤس کو دیکھتے ہیں بلکہ لاسٹ ٹائم اپوزیشن لیڈر صاحب کے ساتھ میں نے خود ایک ایک کمرے کا وزٹ کیا۔اور میں نے اپنی طرف سے اُن کو ہدایت کی اور منسٹر صاحب سے بھی میں نے بات کی ایس اینڈ جی اے ڈی کے اور سیکرٹری صاحب سے بھی کہ آپ اپنی طرف سے ایک سمری سی ایم صاحب کو initiate کریں ہم فنانس ڈیپارٹمنٹ اپنے financial حالات کو دیکھتے ہوئے، کیونکہ ہمارے بھی کچھ معاملات constraint ہیں تو اُس چیز کو دیکھتے ہوئے ہم endorse کریں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ کمرے renovate ہوسکیں۔تو ایک حاجی صاحب! انشاءاللہ آپ پھر supple نہیں کریں گے اِس پر۔ایک ہم نے initiate کر دیا ہے تو اِس پر ہم لوگ انشاءاللہ تعالیٰ وہ سمری جب approved ہوگی تو کمروں کی renovation کی طرف جائیں گے چونکہ وہاں boiler کا بھی معاملہ ہے کہ وہاں کا جو boiler ہے وہ بھی اپنی صحیح حالت میں نہیں ہے کچن کا بھی ہم نے وزٹ کیا وہ بھی اپنی صحیح حالت میں نہیں ہے ساری چیزیں ہم دیکھ چکے ہیں۔ بالکل درست فرما رہے ہیں ہمارے ساتھی معزز رکن۔لیکن اُسکے لیے ہم نے process start کر لی ہے۔ thank you Sir۔

جناب اسپیکر: ok thank you

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! فنانس منسٹر اور لیاقت جان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! الحمدُ اللہ پی اے سی نے یہ چار، پانچ مہینے میں 7ارب روپے جمع کیے ہوئے ہیں فنانس میں۔ اِن میں سے آپ کے ہاتھ میں ہیں بھائی الحمدُ للہ۔ ہم لوگوں نے پی اے سی نے پورے میرے خیال سے پاکستان میں ایسا ریکارڈ نہیں آیا ہوا ہے۔آپ مہربانی کریں فنانس منسٹر صاحب! پلیز۔آپ مہربانی کریں اِس میں زیادہ سے زیادہ دس کروڑ جائیں گے پندرہ کروڑ جائیں گے کونسا آسمان گرے گا بھائی۔ دس پندرہ کروڑ میں لیاقت صاحب! آپ سی ایم ہیں یہ فنانس کو لکھ کر دے

دیں دس پندرہ کروڑ میں آپ کا نیو بلاک، اولڈ بلاک ایسے بنیں گے میں کہتا ہوں کہ کیا بات کہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! منسٹر آپ سے کہہ رہے ہیں آپ کے سارے پوائنٹس کے ساتھ ایگری کرتے ہیں وہ کہتا ہے ہم مانتے ہیں۔ اِسی طرح ہے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ ہم اِس پر کام کر رہے ہیں انشاء اللہ اس طرح اَپ گریڈ کریں گے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! آپ مجھے یہ بتا دیں کہ کب تک ہوگا؟

وزیر خزانہ: جناب! یہ معزز فورم ہے۔مَیں عرض کرتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

وزیر خزانہ: یہ معزز فورم ہے اور اللہ کی مہربانی سے جو ہمارے علاقے سے مجھے یہ پوزیشن ملی ہے خدانخواستہ میں اپنی زبان سے پھر جاؤں یہ میری بھی توہین ہوگی اور اُن کی بھی۔ جیسے کہ انہوں نے یہ بات ہے۔ اِس بات کی addition میں کہ پی اے سی، بالکل میں appreciate کرتا ہوں مبارکباد کے مستحق ہے جو ہمارے پی اے سی چیئرمین کردار ادا کر رہے ہیں اور جو recoveries ہو رہی ہیں مَیں اُنکو appreciate کرتا ہوں۔مَیں ان سے وقتاً فوقتاً یہ بات کی ہے کہ جو ریکوری کا قانون ہے ایک اُس کے لئے ایک قانون بل لاتے ہیں کہ اُس میں ایک share ہو۔ تاکہ آپ کی recommendations سے یہ جو سرکاری جو املاک ہیں ادارے ہیں اُن کی کنسٹرکشن، ریپئرز، مینٹیننس کے لئے یا جو بھی آپ ڈویلپمنٹ کے لئے چاہیں اُس میں آپ ایک share رکھ سکیں تو یہ ذکر ہم کر سکے ہیں لیکن مَیں حاجی زابد صاحب سے کہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد اس پر کام ہوگا اور بلکہ ساتھ چلیں گے انشاء اللہ جلد یہ سمری approve ہوگی ساتھ چلیں گے اور آپ سے بھی تجاویز لیں گے اور وہ انجینئر کے ساتھ اور حوالے کر دیں گے۔

میر زابد علی ریکی: شعیب جان مہربانی کریں آپ پلیز۔ دو مہینے نہیں ہوتے ہیں جناب اسپیکر! چلیں تین مہینے اور چار مہینے اور اس سے زیادہ آگے کیا ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ پوائنٹ صرف آپ کا نہیں ہے بلکہ سب کا یہ پرابلم ہے۔

میر زابد علی ریکی: سب کا ہے جناب۔

جناب اسپیکر: Let us trust to minister finance. اُنہوں نے کہا ہے کہ coming days میں اس پر یہ کام کریں گے اور وقتاً فوقتاً آپ کے ساتھ انشاء اللہ اُس پر جو بھی ڈویلپمنٹ ہوگی آپ کے ساتھ share کریں گے اِس پر۔ اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ اُنہوں نے کہا ہے کہ کریں گے اس پر۔ تو وہ کریں گے۔

میر زابد علی ریکی: چلیں وہ کریں ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: زاہد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 9 دریافت فرمائیں۔

میر زاہد علی ریکی: سوال نمبر 9۔

☆9 **میر زاہد علی ریکی رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء۔ 16 اکتوبر 2024 کو موخر شدہ۔

کیا وزیر ملازمتہائے وعمومی نظم ونسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں کل کتنی گاڑیاں موجود ہیں اور یہ گاڑیاں کن کن آفیسران اور مہمانوں کے زیر استعمال می ہیں کی تفصیل دی جائے۔ نیز گاڑی نمبر، انجن نمبر اور گاڑیاں خریدنے کی تاریخ کی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے وعمومی نظم ونسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 10 ستمبر 2024ء۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں (30) گاڑیاں موجود ہیں جن میں سے 17 گاڑیاں، وزراء، ارکان صوبائی اسمبلی اور سیکرٹریز صاحبان کی سہولت کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ جبکہ بقایا گاڑیاں اسلام آباد ہاؤس اور کیمپ آفس آفیسران کے استعمال میں ہیں۔ گاڑیوں کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر زاہد علی ریکی: جی لیاقت جان! آپ ڈھیلا ڈھیلا نظر آ رہے ہیں اگر آپ کو ایس اینڈ جی اے ڈی کی ضرورت نہیں ہے تو محکمہ کو استعفیٰ دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: حاجی! آپ اِس طرح کریں جواب کو پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب اسپیکر: پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر! یہ مَیں نے دیا ہوا ہے سر! بلوچستان ہاؤس کے کتنی گاڑیاں ہیں۔ اِنہوں ے دیا ہوا ہے جناب جواب میں کہ تیس گاڑیاں ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر زاہد علی ریکی: 17 گاڑیاں معزز اراکین صوبائی اسمبلی اور سیکرٹری صاحبان کی سہولت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ جبکہ بقایا گاڑیاں اسلام آباد ہاؤس اور کیمپ ہاؤس اسلام آباد کے استعمال میں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں آپ کو بتادوں کہ یہاں جواس نے مجھے جواب دیا ہے۔ یہ جواب میں اِس نے گول مگول کر کے دیا ہوا ہے۔ لیاقت صاحب! وہاں کچھ گاڑیاں پرانی آپ کے چیف سیکرٹری کے گھر میں ہیں۔ مَیں اُسکا نام لینا نہیں چاہتا ہوں یہاں سے ٹرانسفر ہو کے چلے

بھی گئے ہیں چار پانچ گاڑیاں اُسکے گھر استعمال ہورہی ہیں مہینے کے چار پانچ لاکھ روپے فیول کیلئے already بلوچستان ہاؤس کی گاڑیوں کے لئے جاتے ہیں۔خدارا! بلوچستان ہاؤس میں چیف سیکرٹری رہے ہیں اُس ٹائم رہے ہیں ٹھیک ہے جب وہ ابھی یہاں سے ٹرانسفر ہوئے ہیں ابھی وہ گاڑی اُس نے اپنی ملکیت میں رکھی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں یہ جو وہ پرانے چیف سیکرٹری؟

میرزابدعلی ریکی: جی ہاں پرانے چیف سیکرٹری۔

جناب اسپیکر: جو ریٹائر ہوئے ہیں؟

میرزابدعلی ریکی: بالکل ریٹائر ہوئے ہیں بلوچستان سے گئے ہیں۔مَیں نام نہیں لینا چاہتا ہوں آپ مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر: آپ کے پاس کوئی detail ہے اس کی؟

میرزابدعلی ریکی: جناب اسپیکر! وہ گاڑی نمبر آپ کو باقاعدہ اُن لوگوں کے نمبر میں آپ کو دیتا ہوں۔دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! چار، ساڑھے چار لاکھ روپے ابھی تک بلوچستان ہاؤس کی گاڑیوں کے فیول کے لیے اس لے جاتے ہیں۔خدارا سر!

جناب اسپیکر: اگر اِس طرح ہے تو یہ غلط ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق: حاجی صاحب! ہمیں اسکی details آپ دے دیں۔

میرزابدعلی ریکی: آپ کو بھی پتہ ہے لیاقت جان۔مَیں اپوزیشن میں بیٹھ کے مجھے ساری details کا پتہ ہے آپ کو کیسے پتہ نہیں آپ تو محکمہ چلارہے ہیں خدارا! یہ کوئی بات ہے۔ لیاقت صاحب! آپ مہربانی کریں اِس طرح نہیں کریں بلوچستان کی گاڑیوں کو۔۔۔

جناب اسپیکر: chair کو address کریں آپ کی بات صحیح ہے۔

میرزابدعلی ریکی: اس طرح نہیں کریں ہم نہیں مانتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: زابدعلی صاحب! آپ کی بات صحیح ہے۔

میرزابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اگر میری بات غلط ہے تو آپ بولیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، اگر یہ ہے کہ جو rules and regulations کے مطابق اگر ایکس چیف سیکرٹری کو کوئی چیز لاء اور قانون دیتا ہے تو وہ تو اُس پر کوئی دورائے نہیں ہیں لیکن اگر یہ ہے کہ اِس سے ہٹ کے اگر کوئی facilities وہ ابھی بھی enjoy کررہا ہے تو پوائنٹ آپ کا valid ہے۔

میرزابدعلی ریکی: جناب اسپیکر! ابھی تک enjoy کررہا ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ نہیں کر سکتے یہ خود ہی کرے گا آپ تشریف رکھیں۔ وہ منسٹر ہیں۔

میر زابد علی ریکی: وہ تو فنانس کے ہیں ناں۔۔۔(مداخلت)۔

جناب اسپیکر: آپ بیٹھیں پلیز۔ میڈم آپ تشریف رکھیں۔ میڈم آپ تشریف رکھیں پلیز۔۔۔(مداخلت۔شور) میڈم! پلیز یہ افراتفری نہیں کریں ہاؤس کے اندر اپنی مرضی سے آپ کھڑے ہو کر کے نہیں بولنا شروع کر دیں۔ اِتنے procedures ہیں، rules and regulations کے مطابق ہم چل رہے ہیں۔ مہربانی کر کے یہ جو آپ against the rules جا رہے ہیں اور disturbance پیدا کر رہے ہیں اِس طرح نہ کیا کریں پلیز۔ مَیں آپ کو یہ بتا رہا ہوں۔ .This is the first and last time جی حاجی زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 10 پکاریں۔

میر زابد علی ریکی: میر لیاقت! ان گاڑیوں کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: حاجی کون سی گاڑی کا بول رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: اچھا! اِس طرح ہے اپنا زابد علی ریکی صاحب! ایک منٹ لیاقت۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: جی سر۔

جناب اسپیکر: آپ سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ گاڑیاں جو کہ ایکس چیف سیکرٹری کے زیر استعمال ہے، آپ اُن کی ڈیٹیل لے آئیں۔ اُس کے لئے یہ پوائنٹ آپ کا پھر valid بنتا ہے۔ وہ غلط ہو رہا ہے اور غلط کو ہم روکیں گے انشاءاللہ۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! وہ ڈیٹیل بھی لائیں گے۔ منتھلی ساڑھے چار لاکھ روپے فیول کی مد میں جا رہے ہیں اس کا بھی میں بتا دوں گا اس کی بھی ڈیٹیل مَیں لا کے آپ کو دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: بس ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: لیاقت جان! آپ اُٹھیں جواب تو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: ٹھیک ہے سر! آپ دے دیں۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے صحیح ہے۔ .It is ok تقریباً۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ جو زابد صاحب نے ایک question raise

کیا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اِنہوں نے تو گاڑیوں کی بات کی ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ ریکارڈ منگوا لیں۔ آپ کے ملازمین off the record آپ کی گاڑیاں off the record آپ کے جتنے بھی resources ہیں off the record۔ یہ سارے سابقہ کچھ آفیسران use کر رہے ہیں۔ جی It is not one. مطلب اگر اسکا quote نہیں کرنا چاہیے آپ کا بلوچستان ہاؤس ایک لنگر خانہ بنا ہوا ہے۔ اس کو ایک لنگر کے طور پہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جس کی جو چیز، چاہے آپ گاڑی، اگر آپ جائیں گے آپ کو وہ پروٹوکول نہیں ملے گا نہ آپ کو نئی گاڑی ملے گی کیونکہ آپ ممبر ہیں۔ اگر ایک آفیسر جائے گا اُسکو آپ سے بڑھ کے پروٹوکول بھی دیا جائے گا۔ گاڑی بھی available ہوگی اسٹاف بھی available ہوگا نیا کمرہ بھی available ہوگا۔ لیکن اگر آپ کا معزز ممبر جائے گا تو اس کو بولیں گے کہ ہمارے پاس کمرہ نہیں ہے۔ اور وہ جو سب سے تھکا ہوا کمرہ ہے جس کی ٹائلیں ٹوٹی ہوئی ہیں، واش روم سے smell آ رہی ہے۔ آپ کو بولیں گے جا کے آپ اسمیں رہیں۔ اِس میں جو زابد علی ریکی صاحب نے بات کی ہے اور میں بتاؤں منسٹر فنانس صاحب کو بھی، ان کے لیے نہیں ہے سر۔ یہ منسٹر جو بیٹھے ہوئے ہیں، لیاقت صاحب ہمارے بھائی ہیں اِن کو بولیں آپ جا کے اسکا ریکارڈ تو نکال لیں۔ اور یہ جو کہہ رہے ہیں کہ یہ پانچ کروڑ روپے کا بل ہے۔ وزیر خزانہ صاحب! یہ جو پانچ کروڑ روپے بل ہے یہ ایک مہینے کا نہیں ہے یہ سالوں سال کا ہے۔ جب آپ ٹائم پر بل جمع نہیں کرتے ہیں پھر آپ کہتے ہیں جی پانچ کروڑ روپے آمدن آ گئی ہے اور پانچ کروڑ روپے کا بل آ گیا ہے۔ یہ بل سالوں کے ہیں۔ آپ پہلے یہ پوچھیں کہ یہ بل کیوں ٹائم پر جمع نہیں ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں حالیہ یہ ہے، آپ کے پاس ریونیو آ رہا ہے پانچ سے چھ کروڑ کا سال کا اُسمیں آپ نہیں کر رہے ہیں۔ تنخواہیں بلوچستان گورنمنٹ دے رہی ہے۔ بل بلوچستان گورنمنٹ pay کر رہی ہے۔ reconstruction بلوچستان گورنمنٹ کر رہی ہے۔ جو ہم لوگ جاتے ہیں وہاں آٹھ، دس ہزار روپے ہم سے کاٹے جاتے ہیں۔ وہ کس مد میں کاٹے جاتے ہیں؟ پھر free کر دیں ناں۔ اب کوئی بھی، آپ مجھے بتائیں آپ کا مہمان گیا کیا اُس سے پیسے نہیں کاٹے گئے ہیں؟ آپ جب جاتے ہیں آپ سے پیسے نہیں کاٹتے ہیں۔ ہم جاتے ہیں ہم سے نہیں کاٹتے ہیں کیا؟ تو جناب سپیکر صاحب! مینجمنٹ کی کمی ہے۔ اور پرانے پرانے لوگ بیٹھے ہیں۔ تیس تیس، چالیس چالیس سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اُن کو شفٹ کریں نئے بندے لگائیں۔ یہ نوکری ختم کریں پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح آپ کو services نہیں ملتی ہیں۔ اور جناب اسپیکر صاحب! یہ بڑا important point ہے گاڑیوں کا آپ خود اس پر ایکشن لیں۔ آپ بالکل اسمبلی کے فلور پر اور یہ ٹھیک ہے سابقہ افیسران یا سابقہ وزراء صاحبان کا یا سابقہ ایم پی اے .Who so ever he is اگر وہ پرانی گاڑیاں ہیں اگر وہ گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں مراعات رہے ہیں اُن کے خلاف ایکشن ہو جائے جناب سپیکر صاحب۔ یہ ایک

ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ .same case۔ لیویز ڈیپارٹمنٹ same case۔آپ کے جتنے بھی سرکاری ادارے ہیں کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو، اُن کی گاڑیاں۔ یہاں تک میں پی اے سی میں بیٹھا ہوں۔ میرے نالج میں ہے کہ گاڑیاں کنڈم ہو چکی ہیں۔لیکن اُس میں فیول نکالا جا رہا ہے استعمال کیا جا رہا ہے۔گاڑیاں جو آف روڈ ہو چکی ہیں گودام میں ہیں۔اُسمیں فیول اور مرمت کے پیسے نکالے جا رہے ہیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! یہ بڑا lapse ہے۔ یہ پیسے کا ضیاع ہے۔تو اِس پر میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ kindlyاس کو ذرا دیکھ لیں اس کو ذرا کنٹرول کر لیں۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کو اختیارات دے دیں۔

جناب اسپیکر: اچھا! اصغر علی ترین صاحب! آپ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئر مین ہیں۔آپ اِس چیز پر جو لائے تھے، ہم آپ کو ریفر کریں گے اور آپ اس پر investigate کریں آپ اس پر لے آئیں۔

جناب اصغر علی ترین: سر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مجھے ریفر کریں میں آپ کو رزلٹ نہ دوں پھر آپ دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: Minister for Finance please.جی۔done, done.

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! صرف اس میں ایک correction کر دیتا ہوں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ایک چیز clear کر دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ: چلیں بات کریں۔

جناب اسپیکر: چلیں آپ کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ایک چیز بلوچستان ہاؤس میں یہ دیکھ لیں کہ ابھی بلوچستان ہاؤس میں کچھ rooms اِنہوں نے furnished کیے جو سارک کانفرنس ہو رہی تھی اُس کے لیے۔ابھی اِنہوں نے کرایہ ساڑھے تیرہ ہزار روپے کر لیا ہے۔اور کچھ دنوں کے بعد پھر 15 ہزار، پھر اُسکے بعد بیس ہزار تک جا رہا ہے۔تو بہتر نہیں ہے کہ کوئی بندہ وہاں جا کے PC-hotel میں یا سرینا میں رہے۔ یہ کرایہ اُس کے برابر کر لیا ہے۔ یہ اِن کا اختیار نہیں ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کا کہ وہ کرائے بڑھا دیں یہ اسمبلی کا اختیار ہے کہ وہ اس کرائے پر یا بلوچستان ہاؤس پر بات کر لے۔

جناب اسپیکر: But this is with the approval of the government.ہوا ہے یہ۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! نہیں ہوا ہے، کوئی approvalایس اینڈ جی اے ڈی کے پاس نہیں ہے مجھے دکھا دیں یہ صرف کھانے والی بات ہے۔

وزیر خزانہ: مَیں یہ share کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: منسٹر صاحب! مَیں بات کر رہا ہوں اُسکے بعد آپ بات کر لیں۔ دیکھیں ناں اپنی مرضی سے

بڑھاتے ہیں اور منسٹر صاحب خود گواہ ہیں اُن کے کمرے میں گئے ہیں وہاں سے کروچ نکل گیا۔تو خود اُسکے کمرے سے کاکروچ نکل گیا اور وہ خود جھاڑ رہے تھے کہ یہ میرے کمرے میں کیا ہے اور کس طرح بلوچستان ہاؤس میں رہ رہا ہے۔تو یہ چیزیں خود اُسکے سامنے ہوئی ہیں ہم سب وہیں پر تھے بلوچستان ہاؤس بالکل تباہ ہے اور اگر اس کو ٹھیک نہیں کیا گیا تو، دوسری بات گاڑیوں کی ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی. order in the House.

قائدحزب اختلاف: جناب اسپیکر! گاڑیوں کا آپ ریکارڈ منگوالیں۔ایسے بھی سیکرٹریز ہیں یا چیف سیکرٹریز ہیں یا آئی جی ہیں یا دوسرے ہیں۔وہ یہاں سے دس، پندرہ سال ہوگئے، وہ یہاں سے گئے ہیں آج تک ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑیاں اُن کے پاس ہیں۔آپ لسٹ منگوالیں ہمارے ایس اینڈ ڈی اے جی کی کتنی گاڑیاں ہیں آن روڈ کتنی گاڑیاں ہیں اور کس کس کے پاس ہیں۔یہ اصل figures نہیں دیتے جناب اسپیکر۔اب بھی چار گاڑیاں سابقہ چیف سیکرٹری کے پاس ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے یہ point آ گیا ہے زاہد علی ریکی صاحب نے raise کی ہے۔ Let the minister to reply.

قائدحزب اختلاف: اور ہمارے یہاں سے ایک آئی جی عبدالخالق شیخ صاحب یہاں سے چلے گئے ہیں وہ بھی گاڑی اُٹھا کے اپنے ساتھ لے گئے یہ۔ہمارے سیکرٹریز جتنے بھی یہاں سے گئے ہیں، جو بلوچستان سے باہر ہیں وہ سب اپنے ساتھ گاڑیاں لے گئے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں کر رہے ہیں۔بلوچستان ہاؤس کی ہیں یا ایس اینڈ جی اے ڈی کی ہیں۔یہ ہماری پراپرٹی ہے ہماری پراپرٹی کی بعض وزراء خود ان کی حمایت کررہے ہیں۔ہم تو حیران ہیں ان پر کہ وزراء اُن کی حمایت کررہے ہیں کہ جو گاڑیاں لے گئے ہیں۔اگر نہیں لے سکتے جناب اسپیکر! گاڑیوں کی لسٹ نکال دیں، جو جو لے گئے ہیں اُن کے خلاف FIR کاٹ دیں۔اگر کوئی گاڑی واپس نہیں کرتا جناب اسپیکر! یہ وزراء بیٹھے ہوئے ہیں ابھی سب چیزیں تو چھپانے نہیں چاہئیں ناں۔وزراء بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کس کے پاس ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑی ہے وہ نہیں ہیں۔جو سابق وزراء ہیں، سابق سیکرٹریز ہیں، ساری گاڑیاں اُن کے پاس ہیں۔وزراء ایک کے پاس بھی گاڑی نہیں ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Ok, let the Minister to reply.

قائدحزب اختلاف: جناب اسپیکر! خود اِن کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں۔کیوں چھپا رہے ہیں ایسی چیزوں کو۔اِن کو آپ ریکارڈ پر لے کے آئیں۔آپ مجھے بتادیں ہمارے پیسے والے وزیر خزانہ صاحب! خود ہوتے ہیں، اُن کے پاس کیا

سرکاری گاڑی ہے؟ نہیں ہے کسی وزراء کے پاس۔ سلیم کھوسہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں پوچھوں اُن سے۔ اُن کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں۔ گاڑیاں اسلئے نہیں ہیں کہ گاڑیاں دوسرے لے گئے ہیں واپس نہیں کر رہے ہیں۔ نہیں کر رہے ہیں چاہے کوئی وزیر ہے، کوئی خان ہے، کوئی میر ہے، کوئی نواب ہے، کوئی سردار ہے، جو بھی ہے۔

جناب اسپیکر: Good point۔ بالکل بالکل۔

قائد حزب اختلاف: وہ گاڑی تو دے دیں پھر اُس کے خلاف ایف آئی آر کر کے، وہ سامنے لے کے آجائیں تاکہ بلوچستان کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔

جناب اسپیکر: Thank you, very good point., ایک منٹ! منسٹر کو reply کرنے دیں۔ جی۔

وزیر خزانہ: ایک تو جیسے مَیں reply کرتا ہوں ہمارے اصغر ترین صاحب نے سوال اُٹھایا۔ 5 کروڑ ایک مہینے کا بل نہیں ہے یقیناً یہ پورے سال کا ہے۔ اور جو revenue جو انکم وہاں سے آتی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس جمع ہوتی ہے۔ وہ پانچ کروڑ، وہ بھی سالانہ، ایک مہینے کا نہیں ہے۔ اُس کے بقایا جو balance یہ deficit رہتا ہے، وہ گورنمنٹ آف بلوچستان پورا کرتی ہے۔ جو اُس سے تین سو چار سو گنا ہے۔ وہ گورنمنٹ آف بلوچستان bear کر رہی ہے زیادہ تر چارجز۔ وہ آپ کی خدمت میں explain کر دوں۔ دوسری بات اس میں آپ کی رولنگ بھی آگئی۔ اِس پر منسٹر صاحب نے explain بھی کر دیا۔ حاجی زاہد صاحب نے گاڑیوں کا پوچھا۔ جواب میں ڈیپارٹمنٹ نے assess کر کے یہ reply ڈاکومنٹس میں black and white میں معزز اسمبلی میں پیش کی ہے کہ 17 گاڑیاں پول میں ہیں۔ منسٹرز، سیکرٹری صاحبان یا گورنمنٹ آف بلوچستان کے officials ہیں اُن کے استعمال میں ہیں۔ بقایا جو 13 گاڑیاں ہیں۔ تیس گاڑیاں باقی اُنہوں نے designated جو آفیسرز ہیں اُن کے نام دیئے ہیں۔ اب یہاں ایک پوائنٹ آتا ہے۔ جیسے حاجی زاہد صاحب نے کہا کہ نہیں اُس سے ہٹ کے، جیسے کہ میری بہن نے بھی یہ بات کی کہ اُس سے ہٹ کے کئی لوگ استعمال کر رہے ہیں۔ ممکن ہے ہوسکتا ہے مَیں اپنے دوست ساتھی کو خدانخواستہ جھوٹا قرار نہیں دوں گا۔ لیکن منسٹر صاحب نے اِس بات کو agree کیا کہ اِس کی ہم investigate کرینگے۔ آپ ہمارے ساتھ details share کریں وہ اُن کے against کارروائی کریں گے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

وزیر خزانہ: سر! تیسری بات سب سے اہم۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

وزیر خزانہ: یہ point raise ہوا ہے اُس کی reply کرنا ضروری ہے۔ اِس میں میرے معزز دوست

میر محمد یونس صاحب نے rate کا کہا۔ rates notified ہیں مَیں date بتادوں۔ میرے خیال سے جولائی میں یہ نوٹیفکیشن ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے rate revise کرنے کا ہوگیا تھا۔ آپ دیکھیں last year جو چیزیں تین کروڑ کے آس پاس تھے، وہ ساڑھے پانچ کروڑ اِس ratet کو revised کرنے کے بعد سے revenue زیادہ ہونا شروع ہوا ہے۔ لیکن یہ بات اُن کی درست ہے کہ revenue بڑھنے کے ساتھ گورنمنٹ کی گرانٹ دینے کے باوجود وہاں کے حالات بہتر کیوں نہیں ہیں؟ یقیناً درست کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ مَیں خود اُنکے ساتھ گیا ہوں واقعی حالت اِتنی خراب ہے۔

جناب اسپیکر: good.

وزیر خزانہ: لیکن یہ ہے مَیں نے پہلے بھی یہ بات کی۔ مَیں نے حاجی زاہد صاحب کے حوالے سے کہا کہ بلوچستان میں اِس وقت بلوچستان ہاؤس سے زیادہ برے حالات ہمارے سکول اور ہسپتالوں کے ہیں۔ اُس میں پریشانیاں اِس وقت لگی ہوئی ہیں۔ اِس وقت بھی آپ اگر ڈویلپمنٹ میں releases دیکھیں۔ اگر کوئی سوال لاتے ہیں۔ مَیں آپ کے ساتھ شیئر کرنے کے لئے تیار ہوں کہ کونسے ایسے سیکٹر ہیں پبلک سیکٹر پروگرام جو ہیں جس میں بلوچستان میں اللہ کرے کہ بہتری آئے ایک دو سالوں میں، transparent طریقے سے یہ چیزیں خرچ ہوں۔ ایمانداری سے خرچ ہوں۔ تو انشاء اللہ اُن کے ثمرات آنا شروع ہونگے۔ تو ترجیحات وہاں جاری ہیں۔ لیکن پھر بھی مَیں اپنے معزز دوست کو یہی یقین دلاؤں۔ ایس اینڈ جی اے ڈی منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم انشاء اللہ مل کر بلکہ اپنے اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ کیونکہ میر یونس صاحب نے مجھے ایک ایک کمرہ گھما کر دکھایا ہے مَیں اُنکا گواہ ہوں اُن کے ساتھ۔ اُن کی باتوں کو negate نہیں کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ اس پر کام کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you۔ آپ کا پوائنٹ بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک سیکٹر اگر خراب ہے یا کمزور ہے تو دوسرے کو بھی خراب ہونا چاہیے۔ کوشش تو ہونی چاہیے ایک سیکٹر کو ٹھیک کیا جائے جو بھی آپ کریں۔

وزیر خزانہ: Agreed sir.

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: جب ہم ایم پی اے بنے تو وہاں کرایہ per night اٹھارہ سو روپے تھا۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: اِس وقت چار ہزار رہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: اور سہولیات کچھ بھی نہیں ہیں۔ روز بروز حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ تو اِتنا جو discussion ہو رہا ہے۔

(خاموشی۔ اذانِ عصر)

جناب اسپیکر: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه ۔ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں اس پوائنٹ پر کافی ڈسکس ہو گیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ یہ کابینہ کے approved کیا ہوا ہے، ایس اینڈ جی اے ڈی نے اِس کو notify کی ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: کابینہ کیوں اس کو approve کرے۔ اس کو اسمبلی فلور پر آنا چاہئے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں یہ کیبنٹ کا مسئلہ ہے اسمبلی کا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب! یہ رولز کے مطابق کابینہ کا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: رولز میں کوئی ایسا نہیں لکھا ہے کہ تیرہ ہزار per night اُس کمرے کا جس میں کیڑے مکوڑے پھر رہے ہیں۔ اس کو PAC کے حوالے کیا جائے اور approve وہ کرے اور آرڈر کرے کہ یہ ساری گاڑیوں کا کیس ہے یا stay کا کیس ہے یا کرائے کا کیس ہے۔ جو بھی ہے PAC جو decision یا recommendations دیں گے اُس کو آپ لوگ accept کریں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ڈاکٹر صاحب! میری بات سنیں۔ ایک منٹ منسٹر فنانس۔

وزیر خزانہ: suit کے جو چارجز ہیں وہ تین دن کے ساڑھے چار ہزار ہیں۔ جب آپ کا سفر زیادہ ہوتا ہے، سات دن کے ساڑھے پانچ ہزار ہیں۔ چودہ دن پر جاتے ہیں ساڑھے چھ ہزار ہیں۔ اُس کے بعد one month تک اگر آپ جائیں گے ساڑھے سات ہزار ہیں۔ اس کے علاوہ سنگل کا ساڑھے تین ہزار ہیں جب آپ سات دن کی طرف جاتے ہیں ساڑھے ہزار ہیں۔ پھر چودہ دن میں ساڑھے پانچ ہزار ہیں پھر ساڑھے چھ ہزار ہیں، یہ اسی طرح ہے۔ تو یہ اگر کوئی پرائیویٹ فرض کریں ہماری طرف سے کوئی guest جاتا ہے ہم بھیجتے ہیں اپنے مہمانوں کو تو اُن کے لئے آٹھ ہزار ہے پہلے تین دن، پھر ساڑھے آٹھ ہزار، پھر نو ہزار، پھر ساڑھے نو ہزار اس طرح جو چیزیں ہیں تیرہ ہزار کی جہاں تک بات ہے۔ اپوزیشن لیڈر سے درخواست ہے اِنہوں نے جو بات کی ہے وہ پانچ کمرے ہیں جن کو renovate کیا ہے۔ جن پر خرچ ہوا ہے جن پر کام ہوا ہے اور الحمدُ للہ اُن کو بہترین طور پر ایک اچھے بلوچستان کے مختلف monuments میں ایسی جگہوں کے نام بھی اُسکو دیئے ہیں جیسے کہ راسکوہ ہے، جندران ہے، ہربوئی ہے، کوژک ہے، شعبان ہے۔ وہاں مختلف rates ہیں، وہاں شروع ہوتے ہیں تقریباً تیرہ ہزار سے تین دن کے لئے اُس کمرے میں۔ کیونکہ وہاں خرچہ بھی ہوا ہے بڑے بڑے rooms ہیں اور اُسکے علاوہ وہاں بیس ہزار تک جاتے ہیں جب آپ کا maximum stay زیادہ

ہوتا ہے تو اسی طرح اسکی details ہیں کیونکہ جب عام rooms ہیں ابھی مَیں بھی رہ کر آیا ہوں وہاں اُس room کے وہی ہیں کہ اگر مَیں تین دن تک رہ رہا ہوں تو میرے ساڑھے چار ہزار مجھے وہاں pay کرنے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok. اب۔ No more supplementary on this matter please.

میڈم سپلیمنٹری next question پر۔۔۔(مداخلت۔شور) اس پر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں quesstion سنیں۔۔۔(مداخلت) .Please order in the House جی زاہد علی ریکی صاحب۔

وزیرِخزانہ: محترم اسپیکر صاحب! ہماری خاتون لیڈی واک آوٹ کر گئی ہیں ہماری خواتین کو بھیج دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: خواتین میری بات سنیں۔ مَیں آپ سے رولز کے مطابق کہہ رہا ہوں ایک question پر چار سپلیمنٹریز ہوگئی ہیں۔ اب ہر ایک بندہ اُس پر بولے گا تو یہ ایک question چلتا رہے گا۔ آپ نے دو دفعہ clarification دی ہے۔

وزیرِخزانہ: جی.ok sir

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے اُن کو لے آئیں۔

وزیرِخزانہ: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 10 پکاریں۔

میر زابد علی ریکی: Question No.10۔ جناب! لیاقت اِدھر نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: بیٹھے ہوئے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: آ گئے لیاقت صاحب ہیں۔ جی لیاقت! Question No.10 ہے۔

جناب اسپیکر: لیاقت کو آپ نے ہوا میں اُڑا دیا۔

میر زابد علی ریکی: لیاقت ڈیپارٹمنٹ سے مایوس ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہا ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**10 میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء۔ 16 اکتوبر 2024 کو موخر شدہ۔</u>

کیا وزیر ملازمتہائے وعمومی نظم ونسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں آفیسران اور گریڈ 1 تا گریڈ 15 کے کل کتنے ملازمین ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں کی مکمل

تفصیل دی جائے۔ نیز ان ملازمین کے نام مع ولدیت، لوکل/ ڈومیسائل، گریڈ اور جائے تعیناتی کی بھی مکمل تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 10 ستمبر 2024ء۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں آفیسران اور گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کی تفصیل اور ان ملازمین کے نام مع ولدیت گریڈ، لوکل/ ڈومیسائل کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے یہ question کیا تھا کہ بلوچستان ہاؤس کی اُس نے باقاعدہ ڈیٹیل اس نے بھیج دی تھی، ایک سے پندرہ تک۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: میرا مقصد یہ تھا جواب لانے کا۔

جناب اسپیکر: سلیم کھوسہ صاحب! حاجی محمد خان صاحب! آپ ذرا میڈم کو لے آئیں۔ لے آئیں لے آئیں برکت رند صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں بیشک۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! مجھے افسوس ہوتا ہے۔ یہ ریکارڈ بھی آپ کے پاس ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: یہاں بلوچستان ہاؤس کے کم از کم تقریباً۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں یہ جو گاڑیوں کے متعلق ہے۔ یہ ہو گیا ہے۔

میر زابد علی ریکی: نہیں نہیں یہ گاڑیوں کی نہیں ہے سر ملازمین کا ہے سر۔

جناب اسپیکر: ok ok

میر زابد علی ریکی: بلوچستان ہاؤس کے ملازمین کی ڈیٹیل باقاعدہ اُنہوں نے بھیج دی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو پڑھ کے بتاتا ہوں۔ یہ وہاں جو ملازمین ہیں، کوئی صوابی کا ہے، کوئی راولپنڈی کا ہے، پتہ نہیں چکوال کا ہے، حیدرآباد کا ہے۔ ڈرائیور بھی حتیٰ کہ جناب اسپیکر صاحب! پنجاب اور آپ کے راولپنڈی وہاں سے ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ ظلم ہے۔ بلوچستان سے آپ کو بندے نہیں ملیں گے کیا؟ بلوچستان ایسا

نہیں ہے کہ بلوچستان ہاؤس، بلوچستان کی ملکیت ہے۔ بلوچستان کے بندے لگتے۔ چاہے ڈرائیور ہے چاہے جو بھی ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ دیکھ لیں جناب اسپیکر صاحب! اس میں سب ڈیٹیل ڈسٹرکٹ اُس کا نام ولدیت سب اس میں ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: آپ کی کیا recommendation ہے اس بارے میں؟

میر زابد علی ریکی: میری recommendation یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان ہاؤس میں جو ملازمین لگے ہیں۔ٹھیک ہے ابھی لگے ہیں۔آئندہ جب اگر ملازمتیں آئینگی جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے لوگ حقدار ہیں۔

جناب اسپیکر: یعنی کہ لوکل کو ترجیح دینی چاہئے۔

میر زابد علی ریکی: بلوچستان کے لگیں۔

جناب اسپیکر: ok۔

میر زابد علی ریکی: جس ڈسٹرکٹ سے ہو جائیں مجھے اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: مگر اس حوالے سے صوابی، چکوال، راولپنڈی، پتہ نہیں کہاں کہاں کے لگے ہیں میڈم کو welcom کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: حاجی زابد صاحب! اس بات پر ہم آپ سے اتفاق کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: میں اپنے معزز خواتین اراکین اسمبلی دوبارہ ہاؤس میں welcome کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے اموعمومی نظم و نسق: وہاں اِس ٹائم جو کام کررہے ہیں وہ اس tenure سے پہلے کے ہیں تو انشاء اللہ آگے جو پوسٹیں آئیں گی انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ ہمارے بلوچستان کے لوکل لوگ لگیں۔

میر زابد علی ریکی: نہیں tenure پہلے کی ہیں، مسئلہ نہیں ہے اگر آپ ابھی آئے ہیں۔مگر آپ معلومات تو کم از کم آپ ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا ہے آپ کی recommendation آ گئی ہے کہ بلوچستان ہاؤس میں جو بھی بھرتیاں ہوں گی وہ لوکل کو ترجیح دی جائے گی۔

میر زابد علی ریکی: yes بلوچستان کے بندوں کو۔

جناب اسپیکر: done done.

میر زابد علی ریکی: میری بات یہی ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اس کا تو ٹھیک ہے جیسے کہ زابد صاحب نے کہا کہ جو لوگ لگے ہیں وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس بات کی ڈیپارٹمنٹ تحقیقات کرے کہ یہ کس نے لگائے ہیں؟ کس رول کس قانون کے تحت لگائے ہیں؟ اور لگانے والا کون ہے؟ تاکہ مستقبل میں کوئی بھی شخص، دیکھیں اب بلوچستان کے جو نوجوان ہیں اُن کا حق بنتا ہے۔ یہ آپ kindly اگر کر لیں۔ اسکی تحقیقات کریں کہ کیوں لگے ہیں، کس قانون کے تحت لگے ہیں؟ پراپر لگے ہیں نہیں لگے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ تحقیقات کرے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر فار فنانس پلیز۔

وزیر خزانہ: جب ہوئے ہیں اُن اَدوار میں competent authority سے رولز ریلکس کیئے گئے ہیں۔ اگر کبھی کوئی question لاتے ہیں، دیکھیں! جب competent authority وہ رولز ریلکس کر سکتی ہے۔ اگر مزید آپ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس پر ڈیپارٹمنٹ کی انکوائری نہیں بنے گی۔ کئی ایسے رولز ہیں کہ compentent authority ریلکس کرتی ہے۔ یہ تعیناتیاں اُس اتھارٹی کے تحت ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی thank you۔ رولز کے مطابق ہوئے ہیں۔ اوکے next Question سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 84 دریافت فرمائیں۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: جناب اسپیکر! محترمہ صفیہ پچھلے اجلاس سے بولنا چاہ رہی ہیں لیکن آپ اُسکو موقع نہیں دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اِسی question پر؟

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: نہیں نہیں۔

جناب اسپیکر: اِس سے ہٹ کے؟ نہیں۔ میڈم! ابھی وقفہ سوالات چل رہا ہے آپ بیٹھیں پلیز۔ سید ظفر علی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: Question No.84

جناب اسپیکر: Minister for S&GAD

☆84 **سید ظفر علی آغا رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ یکم اگست 2024ء۔</u>

کیا وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے تمام محکموں کی سرکاری گاڑیاں جو مختلف حادثات میں ناکارہ ہو چکی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ابتک اس سلسلے میں کیا اقدامات اُٹھائے ہیں، تفصیل دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے وعمومی نظم ونسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 15 اکتوبر 2024ء۔

صوبہ بھر کے تمام محکموں کی سرکاری گاڑیاں جو مختلف حادثات میں ناکارہ ہوگئی ہیں ان کی تفصیل محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کے پاس نہیں ہے۔ البتہ محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم ونسق کی ذیل گاڑیاں حادثے میں ناکارہ ہوئی ہیں۔

1۔ GBA-093 کرولا کار

2۔ QAR-6628 کرولا کار

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اِس پر سب دوستوں نے تحفظات رکھے ہیں۔ کیونکہ میں ایس اینڈ جی اے ڈی اسٹینڈنگ کمیٹی کا خود چیئرمین بھی ہوں۔ تو گزارش میری یہ ہے میں نے آج تک سیکرٹری کے ساتھ نہیں ملا ہوں۔ اُن کو دو تین دفعہ سیکرٹری اسمبلی نے بلایا بھی ہے۔ ایک دفعہ میں نے تحریک استحقاق بھی جمع کروائی تھی آپ کی request پر آپ نے کہا کہ یہ نہ کریں۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! اگر اس طرح کے سوالات ہم کریں۔ اور ہمارے بھائی جیسے ایس اینڈ جی اے ڈی کا جو منسٹر بیٹھا ہے، ہم اِسکے ساتھ نہیں لڑنا چاہتے ہیں۔ اِس کو مجھے پتہ ہے کہ اس کو نہ ابھی تک بریفنگ دی گئی ہے نہ اس کو اپنے محکمے کا پتہ ہے بات صاف ہے۔ اگر اس کے علاوہ میرے پاس وہ مواد ہے، اگر میں یہاں بولنا چاہوں جناب اسپیکر! آپ یقین کریں یہ جو question دیئے ہیں دو گاڑیوں کا، پورے بلوچستان میں دو گاڑیاں خراب ہیں، اِس کو نیلام کرنے کے لئے۔ باقی میرے question اسی طرح ہیں۔ میں آج اگر اس چیز پر بات کروں کہ جو یہاں houses بلوچستان میں جی او آر کالونی سے لیکر جتنے بھی houses ہیں سر! یہ میں دعوے سے کہتا ہوں میں نے اس پر بڑا کام کیا ہے۔ سر! آج لوگ، سیکرٹریز اور وہ ریٹائرڈ لوگوں نے پگڑی پر لوگوں کو دیئے ہیں اسلام آباد میں بیٹھ کر وہ ایک ایک لاکھ روپے اس کے پاس رینٹ آرہے ہیں۔ اور محکمے میں بیس ہزار بھی ابھی تک جمع نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں جناب اسپیکر! آپ رولنگ دیں۔ سیکرٹری صاحب کو بلائیں۔ بہت ایک اہم ایشو جس پر ہم پورا بلوچستان اس بات کر رہے ہیں اسکو سیریس لیا جائے۔ ہمیں تحفظات ہیں۔ سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی کو بلایا جائے۔

جناب اسپیکر: آپ ذرا اپنے question کی طرف آئیں۔

سید ظفر علی آغا: میں اُسی کی طرف آرہا ہوں جناب۔ یہ جو میں نے سوال کئے ہیں۔نواب صاحب یہاں سینئر بیٹھے ہوئے ہیں، دو گاڑیاں مجھے لکھ کر کے دیئے ہیں۔ یہ کوئی لولی پاپ نہیں ہے جو مجھے کھلایا جارہا ہے سر! اور نہ ہم وہ بچے ہیں کہ اِدھر آکے اِس پر بات کریں گے۔اور مَیں cross-question جناب منسٹر پر کروں گا۔میں دعوے سے کہتا ہوں جتنی بھی گاڑیاں ایس اینڈ جی اے ڈی کی چل رہی ہیں، وہ اِس ٹائم کسی بھی منسٹر، یہ یہاں پر بیٹھے ہوئے کسی بھی منسٹر کی دو تین ہوسکتی ہیں۔مگر پورے کراچی میں چل رہی ہیں۔ پورے سندھ میں چل رہی ہیں۔ پنجاب میں چل رہی ہیں، کے پی میں چل رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ منسٹر صاحب، ایس اینڈ جی اے ڈی کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

سید ظفر علی آغا:: کوئی مطمئن نہیں ہے بیچارے کو کیا معلوم ہے سر! کہ ہم اُس کو تنگ کررہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ اُس کی طرف نہ کریں۔ وہ تو یہ ڈیپارٹمنٹ نے دیا ہے ناں۔

سید ظفر علی آغا: میں فنانس منسٹر سے بھی یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں، یہ اِس کو، کیونکہ مَیں، یہاں پی اے سی کا چیئرمین بھی بیٹھا ہوا ہے۔ میں خود ایس اینڈ جی اے ڈی کا چیئرمین ہوں میرے پاس ابھی تک سیکرٹری نہیں آیا ہے سر۔ میں اگلے اجلاس میں آپ یقین جانیں میں ایسے انکشاف کردوں گا کہ جو بیٹھے ہوئے ہیں میرے پاس documents ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں سر۔آپ سے میں request کرنا چاہتا ہوں۔ بلوچستان کے حالات، ماحول مَیں خراب نہیں کرنا چاہتا۔ سیکرٹری کو بلائیں آپ کے آفس میں بلائیں تاکہ مَیں اُسکے ساتھ بات کرسکوں۔ یہ جو منسٹر صاحب ہیں، اُس کے ساتھ بات کرسکیں۔ باقی جتنے بھی بندے ہیں وہ بات کرسکیں۔ مجھے جو گاڑیوں کی لسٹ دی گئی ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کی۔منسٹر صاحب! گزارش ہے میری آپ سے، آپ میرے محترم ہیں، پانچ منٹ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ہم اسلام آباد جاتے ہیں۔ ہمیں وہ گاڑیاں مہیا کی جاتی ہیں۔ ایئرپورٹ پر وہی گاڑیاں ہوتی ہیں کہ جناب اسپیکر! وہ بیٹھنے کے لائق نہیں ہیں۔ تین چار بڑی گاڑیوں کی لسٹ مجھے دی گئی ہیں بڑی جسے ٹویوٹا ہائی لیکس کہتے ہیں وہ آج تک مَیں نے وہاں نہیں دیکھی ہیں۔ حالات اُسکے خراب ہیں جناب اسپیکر! آپ یقین کریں یہ جو houses کوئٹہ میں اِس ٹائم ہیں، آپ ایک آڈٹ رکھیں یا کوئی انکوائری رکھیں کچھ بھی رکھیں سر۔ آپ کوئی رولنگ دے دیں مَیں آپ کو ڈیٹا فراہم کروں گا کہ وہاں کون کون رہ رہے ہیں۔ یہ اربوں روپے ضائع ہورہے ہیں۔ ایک اور چیز جو گاڑیوں کی مد میں repairing کی مد میں پیسے یہ ہم لوگوں کو لسٹ دی جاتی ہے وہ کروڑوں روپوؤں میں ہے۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! یہ جو flats ہیں یا جو گھر ہیں جن کے بارے میں آپ ذکر کررہے ہیں۔ آپ ان کی تھوڑی سی details لے آئیں۔

سید ظفر علی آغا: میرے پاس پڑی ہوئی ہیں سر! آپ سیکرٹری کو بلائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: تا کہ میں، آپ، اصغر ترین اور نواب صاحب، یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب ممبرز کو بلائیں تا کہ ہم اُس پر بات کر سکیں۔ اس پر نہیں ہوگا کہ لوگ ہمیں ووٹ دیتے ہیں۔ اسمبلی ہمیں چیئرمین منتخب کرتی ہے اور پھر نہ ہمارے پاس یہ آتے ہیں اِتنے گلے میں سر! یہاں نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ When there is action, there will be reaction.

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: بہت مہربانی شکریہ سر۔

جناب اسپیکر: thank you. thank you

سید ظفر علی آغا: باقی سوال میں نہیں کرنا چاہتا ہوں اس کو آپ skip کر دیں سر۔

جناب اسپیکر: ok.thank you. جی محمد صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جناب اسپیکر! بلوچستان ہاؤس ایس اینڈ جی اے ڈی پر کافی بحث و مباحثہ ہوا۔ مَیں چار دفعہ منسٹر بنا، یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی ذمہ داری بنتی تھی، جب oath کے بعد منسٹر نکلتا ہے تو اُس کو گاڑی دی جاتی ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے کسی بھی منسٹر کو flag والی گاڑی نہیں دی۔ جتنے بھی یہاں houses ہیں، کوئی کمشنر ژوب لگا ہوا ہے۔ کوئی کہاں، کوئی کہاں، سب وہی بنگلوں میں رہتے ہیں۔ کسی بھی منسٹر کو گھر نہیں دیا ہے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی ویسے تباہ حال ہے۔ بلوچستان ہاؤس کی گاڑیوں کا دوستوں نے ذکر کیا حقیقت ہے، بالکل یہ باتیں درست ہیں۔ سر! آپ سیکرٹری S&GAD کو یہاں بلائیں، آج ابھی ابھی call کریں کہ وہ آجائے۔

جناب اسپیکر: صادق عمرانی صاحب! ایک منٹ hold کریں۔

میر صادق علی عمرانی: سب کھڑے ہو رہے ہیں، آپ اُس کو بلائیں۔

جناب اسپیکر: صادق عمرانی صاحب! ایک منٹ hold کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایک منٹ! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ تشریف رکھیں ایک منٹ ظفر آغا پلیز۔ صادق عمرانی صاحب! ایک منٹ hold کریں آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ آپ بھی walkout کر رہے ہیں۔ پلیز زاہد علی ریکی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی جگہ پر پلیز۔ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں پلیز ایک منٹ۔ زہری صاحب!۔

قائد حزب اختلاف: یہ کوئی اصول نہیں ہے کہ وزراء بائی کاٹ کر لیں، ہم تو اپوزیشن میں ہیں ہم نے کچھ وہ نہیں کرنا

ہے اگر ایک وزیر بائی کاٹ کرلیتا ہے تو آپ خود سمجھ لیں کہ معاملات کتنے خراب ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ سے مَیں گزارش کرلوں کہ منسٹر صاحب کے پاس۔۔۔

قائد حزب اختلاف: وزراء کا بائی کاٹ کرنا یہ نیک شگون نہیں ہے بلوچستان کے لیے۔

جناب اسپیکر: نہیں منسٹر صاحب کے پاس۔۔۔

قائد حزب اختلاف: اور ایک منسٹر صاحب واک آؤٹ کر رہا تھا۔اور منسٹر صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ ہم اُنکے لیے بات کریں کہ اِن غریبوں کو گاڑی دے دیں بیچاروں کو، ٹھیک ہے ناں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں پلیز۔

قائد حزب اختلاف: اب خود اُنھوں نے تصدیق کی ہے کہ ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے۔مطلب ہے کہ یہ پوزیشن آگئی ہے۔تو جناب اسپیکر! آپ روانہ کریں، منسٹر صاحب کو پہلے لے کر آجائیں، اُسکے بعد اسکو آگے لے کر جائیں گے۔

جناب اسپیکر: ok, ok please۔اچھا مَیں ایک منٹ پلیز سلیم کھوسو صاحب! آپ کے تمام منسٹر حضرات کے پاس ایک cabinet کا forum موجود ہوتا ہے۔جس پر آپ اپنے مسائل discuss کرتے ہیں۔اور اُس کے آپ solution کی طرف جاتے ہیں۔تو آپ کی گورنمنٹ کے اگر منسٹر یہاں سے اسمبلی میں اپنی کارکردگی کے خلاف walkout کررہے ہیں تو اسمبلی کا پھر کیا حال بنے گا؟

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔جی جی۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں بالکل اتفاق نہیں کرتا ہوں میر صادق صاحب سے کیونکہ ہم سب کو گاڑیاں ملی ہوئی ہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔ flag والی گاڑیاں ہمارے پاس، جتنے بھی وزراء ہیں سب کے پاس موجود ہیں۔سیکرٹری S&GAD ایک سینئر شخص ہیں۔ہوسکتا ہے کہ اُنکے ساتھ اُنکا کوئی ذاتی issue ہو، کوئی مسئلہ ہو۔

جناب اسپیکر: ہوسکتا ہے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: تو وہ اِس لحاظ سے اُس طرف اِس پوری بات کو جس طرح ظفر آغا نے یہاں جس طرح گفتگو کی ۔ پہلے تو مَیں گزارش یہ کروں گا کہ اُنھوں نے یہاں پوری تقریر کی۔ جو اُسکا question تھا، اُسکا proper جواب دیا گیا ہے۔اگر اُسکے اندر کوئی issue تھا تو وہ ضرور کہتا۔لیکن کیونکہ وہ لگ اِس طرح رہا تھا کہ اُن کا S&GAD کے سیکرٹری کے ساتھ ذاتی کوئی ہے۔

جناب اسپیکر: ذاتی، ذاتی کوئی۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: باقی جہاں تک میر صادق صاحب نے گھر کی بات کی۔ یہاں پورا ایک mechanism بنا ہوا ہے، وزراء کے جو گھر جتنے بھی اُنکو دیئے جاتے ہیں اُس کے مطابق آج بھی وزراء کو وہ گھر الاٹ کیئے گئے ہیں سب کا اپنا ایک کوٹہ ہوتا ہے اور آفیسرز کا بھی کوٹہ ہوتا ہے۔ سب کے کوٹے موجود ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کو گھر نہیں ملا ہے، تو یہ جو گفتگو کچھ کسی اور طرف چلی گئی ہے۔ سیکرٹری S&GAD کے ساتھ individually اِنکے کوئی issues ہیں۔ باقی گورنمنٹ کا کوئی اِس طرح کا معاملہ نہیں ہے S&GAD کا۔

جناب اسپیکر: آپ اپنے حالات بھی ٹھیک کریں۔ منسٹر صاحب کو بولیں تقریباً یہ اِس طرح کا walkout آپ کرتے ہیں اپنی گورنمنٹ کے خلاف۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: یہ غیر مناسب تھا۔ ہوسکتا ہے اُنکا ذاتی کوئی issue ہو تو وہ اُس طریقے سے اُسکو deal کریں۔ لیکن بات کو کہیں اور لے جانا میرے خیال میں بڑا غیر مناسب ہے۔ اور مَیں یہ بھی کہوں گا۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: ok انہیں بات کرنے دیں۔ ایک منٹ .hold on please۔ جی سلیم صاحب۔ اِنہیں بولنے دیں۔ جی سلیم صاحب۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: سیکرٹری S&GAD صاحب بڑے بہترین شخص ہیں۔ وہ اپنی duty بڑے احسن طریقے کے ساتھ، عزت کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ individually ضرور کوئی issue ہوگا تو اُس کے حوالے سے، باقی وزراء S&GAD سے اپنے department سے پورے مطمئن ہیں۔ جو ہمارا اپنا کوٹہ ہے، جو سلسلہ ہے وہ بالکل پورا ہے۔ باقی question بھی S&GAD نے proper طریقے سے دیا ہے۔ ہمارے Honourable MPA کی جو attention تھی وہ اِس طرح لگ رہی تھی کہ اُن کا کوئی ذاتی issue ہے۔

جناب اسپیکر: ok,thank you۔۔۔(مداخلت)۔ جی پلیز .one by one۔ اب آپ react نہ کریں، آپ کا استحقاق صبح سے چل رہا ہے۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: یہاں ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، ذاتی مسئلوں پر بات کریں، مَیں اللہ کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ سیکرٹری S&GAD سے ہمارا کوئی وہ ذاتی نہیں ہے۔ کیوں ہم اُن کے ذاتی مسئلوں میں پڑیں گے؟ اِس طرح کی باتیں اگر اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لیے ہم یہ کریں کہ جی یہ ذاتی مسئلے ہیں۔ ذاتی مسئلے ہم باہر جا کر لڑیں گے۔ ہم اسمبلی کے اندر ذاتی مسئلوں کو نہیں لے کر آئیں گے۔ مَیں حلفیہ کہتا ہوں کہ میرا سیکرٹری S&GAD سے، مَیں اُس کا احترام کرتا ہوں۔ وہ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ اور مَیں اُس کی عزت کرتا ہوں۔ میں سر کہہ کر اُس کو پکارتا ہوں۔ میرا

کوئی ذاتی مسئلے نہیں ہیں۔ لیکن اگر اسمبلی میں ہم کسی مسئلے پر بات کرتے ہیں آپ اُس کو اپنی چیزوں کو چھپانے کے لیے، اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لیے دوسروں پر وہ کریں کہ جی یہ ذاتی مسئلے ہیں۔ کیوں آپ اِس اسمبلی کا ماحول خراب کرتے ہیں؟ آپ اسمبلی کے مسئلوں کو ذاتی مسئلوں پر نہیں لے جائیں۔

جناب اسپیکر: done. done.

قائد حزب اختلاف: اِس سے کل کو کوئی اور مسئلہ جنم لے سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: ok.ok.

قائد حزب اختلاف: اِس طرح کی باتیں ہم یہاں نہیں کریں کہ اسمبلی کی باتوں کو ذاتی مسئلوں پر لے جائیں۔

جناب اسپیکر: No reaction.۔ایک منٹ Hold on, hold on please۔۔۔(مداخلت)۔

قائد حزب اختلاف: مَیں بات کر رہا ہوں کیونکہ مَیں اپوزیشن لیڈر رہوں، ٹھیک ہے ناں۔ مطلب ہے اِس طرح ہوا ہم نہیں دیں کہ جی ہم یہاں یہ کریں یہ اُس کا ذاتی مسئلہ ہے۔ اِن سے کل اور tension پیدا ہوسکتی ہے سیکرٹری S&GAD بھی علاقے کا بندہ ہے۔ یہی بلوچستان کا بندہ ہے۔ ہمارے اُس کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم اپنی بات کہتے ہیں۔ اگر اِس سے کوئی وزراء کو پریشانی ہے تو ہم بات بھی نہیں کریں گے۔ کہیں ہمیں کہ ہم آئندہ زاہد کو بھی بولیں گے مولوی صاحب کو اپنے دوستوں کو بولیں گے اگر بات کرنی کسی کو اچھی نہیں لگتی ہے تو ہم بات بھی نہیں کریں گے۔ تو جناب اسپیکر! ایسی چیزوں کو ہوا نہیں دی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ جی سلیم کھوسو صاحب۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: میں نے سب کی بات نہیں کی ہے۔ جنہوں نے question کیا تھا اُس کا proper جواب آیا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح اُنھوں نے یہاں گفتگو کی اُس سے لگ رہا تھا محسوس یہی ہو رہا تھا کہ کوئی اُن کا اپنا مسئلہ ہے۔ تو یہ چیزیں دیکھ رہے تھے۔ باقی ظاہر ہے کچھ ڈیپارٹمنٹس کے ضرور issues ہوں گے۔ وہ تو ہم سارے بیٹھیں اِس کو جہاں بھی آپ لوگوں کو genuine issues ہیں اُس کو solve کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم کسی چیز سے بھی بھاگنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ اِس طرح نہیں ہے کہ خدانخواستہ کوئی ہم اپنی کوتاہیاں چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نہ S&GAD کے اُوپر کوئی اتنا زیادہ وہ ہے۔ اگر اُن کے کوئی issues ہیں تو اُن کو ٹھیک کریں۔ لیکن یہ جو specific جو question ہوا تھا مَیں اُس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ جو گفتگو ہوئی تھی، اُس سے محسوس ایسا ہو رہا تھا کیونکہ proper جواب آیا ہوا ہے۔ اپوزیشن لیڈر صاحب اُس جواب کو دیکھ سکتے ہیں۔ اگر اُن کو اُس جواب کے ساتھ کوئی problem تھا، کوئی مسئلہ تھا، مطمئن نہیں تھے تو وہ اُس پر بات کرتے۔

جنابِ اسپیکر: exactly اُنکو question تک اپنے آپ کو remit کرنا چاہیے تھا۔ جی thank you۔
مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 105 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال نمبر 105۔

جنابِ اسپیکر: منسٹر S&GAD پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورِ عمومی نظم و نسق: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆105 **جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 25 ستمبر 2024ء۔

کیا وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صوبہ کے تمام سرکاری محکمہ جات کی سرکاری گاڑیوں کی تعداد بتلائی جائے اور ان گاڑیوں پر سالانہ کسقدر فیول خرچ ہوتا ہے نیز مرمت کی مد میں کتنے اخراجات آتے ہیں، کی مکمل تفصیل دی جائے۔

وزیر ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 23 اکتوبر 2024ء۔

صوبہ کے تمام سرکاری محکمہ جات کی سرکاری گاڑیوں کی تعداد محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کے پاس موجود نہیں ہے نہ ہی انتظامی محکمہ جات محکمہ ہذا کو اپنے فیول اور مرمت کے اخراجات سے آگاہ کرتے ہیں۔

جنابِ اسپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی جناب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس میں بھی زیادہ ماشاءاللہ بہت باتیں کی ہیں، حکومت نے بھی walkout کیا۔

قائدِ حزبِ اختلاف: جنابِ اسپیکر! پہلے walkout والوں کو تو لے کر آئیں۔

جنابِ اسپیکر: جی سلیم کھوسہ صاحب، برکت رند صاحب اور مندوخیل صاحب! آپ ذرا وہاں تک جائیں اور صادق عمرانی صاحب کو لے آئیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پیچھے شعیب بھائی کہہ رہے ہیں اِس کو وہ کریں۔ کیونکہ حکومت آج پریشان ہے۔ مَیں ختم کرتا ہوں۔

جنابِ اسپیکر: ok, thank you. وقفہ سوالات ختم۔ ok, P&D کے متعلق ہے۔ 115 مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب اپنا سوال نمبر 115 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 115۔ حکومت تو ہے نہیں۔ حکومت کہاں ہے۔

جنابِ اسپیکر: اچھا مولوی صاحب! ایک منٹ آپ hold کریں۔ آپ سے پہلے ایک سوال miss کر گیا۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 19 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: کیسے P&D کا منسٹر یہاں نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: جی جی منسٹر P&D نہیں ہیں یہاں پر۔ in-writing جوابات آئے ہیں آپ کے پاس۔

میر زابد علی ریکی: اِدھر ہوتا تو میں اُس کو تھوڑا بتا دیتا سر! کہ بلوچستان میں۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ جوابات سے مطمئن نہیں ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے اِس وجہ سے اگر وہ یہاں ہوتا میں با قاعدہ اُس کو سمجھا دیتا۔

جناب اسپیکر: .ok, ok تو آپ کے سوال کو next کے لئے defer کر دیں۔

میر زابد علی ریکی: ڈیفر کر دیں جناب! ہفتہ کو سیشن ہے۔

جناب اسپیکر: ok, ok آپ کا سوال ڈیفر کیا جاتا ہے۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ اپنا سوال نمبر 115 دریافت فرمائیں۔ یہ بھی P&D سے متعلق ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس کو بھی defer کریں۔

جناب اسپیکر: ok دونوں defer کیئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی کی جانب سے تحریک التوا نمبر 01 کا نوٹس موصول ہوا ہے۔ میں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (1)75 کے تحت پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) کمپنی کے ساتھ حکومت بلوچستان کا 15 سالہ معاہدہ مکمل ہو چکا ہے۔ اِس دوران پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) کمپنی نے ایک سو ارب روپے سے زاید کمائے ہیں مگر بدقسمتی سے پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ کی جانب سے بلوچستان حکومت کو اِس کا share نہیں دیا گیا ہے جو کہ حکومت بلوچستان اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اخباری تراشا منسلک ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی آج کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔ لہٰذا جو اراکین اسمبلی تحریک التوا نمبر 1 کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنے نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کی تعداد پوری نہیں ہو رہی۔ اچھا! اِس طرح ہے کہ آپ کی تعداد پوری نہیں ہو رہی ہے کم از کم آپ کے پاس۔ زابد علی ریکی صاحب! سنیں۔ تعداد پوری ہے؟ .ok ok تشریف رکھیں پلیز۔ تحریک التوا آ چکی ہے۔ ظفر علی آغا تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی آغا: اسپیکر صاحب! مَیں بولوں گا کیونکہ میری غیر موجودگی میں یہاں بات ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: کیا بات ہوئی ہے؟

سید ظفر علی آغا: بات یہ ہوئی ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا جو معاملہ ہے کہ یہ ظفر آغا کا، اُس کے ساتھ ذاتی مسئلہ ہے۔ مَیں فلور آف دی ہاؤس یہ بات کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ لآ اِلٰہ اِللہ محمد الرسول اللہ کہ اُس کے ساتھ میرا کوئی ذاتی معاملا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ok وہ جواب آ گیا ہے۔ آپ کے لیڈر نے جواب دے دیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: بات یہ غلط ہے۔ جب آپ اُسکو بلاتے ہیں، اُسکے گلے میں سریا ہے، وہ آ نہیں سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کے لیڈر نے جواب دے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی آغا: بہر حال میں نے جو وضاحت کرنی تھی میں نے کر دی۔ ذاتی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر مسئلہ ہے تو عوام کا ہے۔ بلوچستان کا ہے اور بلوچستان کے مسئلے پر میں لازمی بولوں گا۔

جناب اسپیکر: تحریک کو قاعدہ نمبر (2) 75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ لہٰذا میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی **تحریک التوا نمبر 1** پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مَیں میر زابد علی ریکی رُکن بلوچستان صوبائی اسمبلی قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبائی حکومت اور پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) کمپنی کے مابین معاہدہ 15 سال سے ختم ہو چکا ہے۔ اُس دوران پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) کمپنی نے ایک سو ارب سے زیادہ کمائے ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ پی پی ایل کی جانب سے بلوچستان حکومت کو اس کا شیئر نہیں دیا ہے جو کہ حکومت بلوچستان اور بلوچستان کے عوام ساتھ سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ لہٰذا سریہ ہے۔

جناب اسپیکر: ok تحریک التوا نمبر 1 پیش ہوئی۔ لہٰذا اِسے بروز ہفتہ مورخہ 04 جنوری 2025ء کی اسمبلی کی نشست میں بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

میر زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر یہاں نہیں ہے۔؟

جناب اسپیکر: منسٹر یہاں موجود نہیں ہے in-writing اُنہوں نے جواب بھجوایا ہے، آپ کے پاس پڑا ہوگا، آپ دیکھ لیں۔

میرزابدعلی ریکی: بھجوایا ہے سر! لیکن منسٹر راحیلہ صاحبہ ہوتی تو بہتر ہوتا۔ چار بات میں کر لیتا کیوں کہ اُس نے مجھے کچھ بھیجے ہیں تین کالجز کا۔

جناب اسپیکر: جی۔

میرزابدعلی ریکی: اس جواب میں تھوڑی کمی اور کوتاہی ہے۔

جناب اسپیکر: جی بہتر ہوتا۔ زابد علی ریکی صاحب یا تو آپ پیش کریں یا تو پھر اس کو ڈیفر کرتے ہیں۔

میرزابدعلی ریکی: سر! پھر اس کو ڈیفر کریں تو اچھا ہے۔

جناب اسپیکر: ,ok ڈیفر کرتے ہیں next session کے لیے رکھ دیتے ہیں۔

میرزابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! منسٹر زنہیں آرہے ہیں اُس دن بھی آپ نے کہا کہ میں تمام منسٹروں کو پابند کروں گا۔ کیوں کہ جو سوال ہوتے ہیں کم از کم اُس دن اُس منسٹر کا ہونا لازمی ہے جناب اسپیکر! اور اگر منسٹر نہیں آتے ہیں تو پھر آپ سیکرٹری کو بتادیں کہ یا وہ questions یا وہ توجہ دلاؤ نوٹس کو پھر اگلے سیشن میں رکھیں۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔thank you۔ جی میڈم۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! محمد شعیب یہاں موجود ہیں جو ہمارے باکسنگ کے national champion ہیں۔ پاکستان رینکنگ میں اِن کا نمبر one ہے۔ اور WBC gold medalist ہیں۔ اور ابھی حالیہ ہی یہ ترکی گئے تھے باکسنگ کے میچ کے لئے جس میں وہ انڈین باکسر کے ساتھ fight کرنی تھی۔ لیکن انکا مدمقابل وہ بھاگ گیا۔thank you۔

جناب اسپیکر: .thank you۔ جی سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، میر اسد اللہ بلوچ صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، جناب رَوی پہوجہ صاحب، جناب سنجے کمار صاحب، جناب اشوک کمار صاحب، میر علی حسن زہری صاحب، پرنس احمد عمر احمد زئی صاحب اور محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **غیر سرکاری قرار دادیں۔**

جی میڈم صفیہ صاحبہ! جی جی پلیز۔

محترمہ صفیہ فضل الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہِ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذینَ اصطفٰی۔ جناب اسپیکر!

بلوچستان کے اندر معذور افراد جو ہمارے معاشرے کا عظیم حصہ ہیں۔ خاص طور پر دُور دراز علاقوں میں بھی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ اُن کے لیے نہ تعلیم اور نہ علاج نہ ہی روزگار رہے۔ روزگار کے مواقع موجود ہیں۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُن معذور افراد کے لیے سہولت فراہم کرے۔ میں اس مسئلے پر وزیر اعلیٰ بلوچستان سے تجاویز پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تاکہ معذور افراد کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جاسکے۔ جناب اسپیکر! ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اِن افراد کی مدد کرکے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکتے ہیں۔ آخر میں میں اس ایوان کے تمام معزز اراکین اور سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتی ہوں کہ بلوچستان کے اندر امن وامان کے قیام کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ ترقی اور خوشحالی اُسی وقت ممکن ہے جب نوجوانوں کو روزگار اور معذور افراد کو بنیادی سہولت فراہم کیے جائیں۔ اور معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہو۔ جناب اسپیکر! آپ کو بخوبی علم ہے کہ بلوچستان کے نوجوان جو ملک کے مستقبل کی اُمید ہیں، بیروزگار ہونے کی وجہ سے دربدر ہیں۔ نوجوان اپنی مدد آپ کے تحت سرحدی تجارتی بارڈر کے کام میں مصروف ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اُنہوں ہر انتظامیہ چوکی پر مسائل اور رشوت جیسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعے یہ نوجوان اپنے خاندانوں کی کفالت کررہے ہیں۔ لیکن اُس میں بھی رکاوٹیں ڈال کر اُن کے حالات مزید خراب کئے جارہے ہیں۔ میں اس ایوان سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کاروبار کو نوجوانوں کے لئے سہل اور قانونی بنائے تاکہ عزت کے ساتھ وہ اپنا رزق کما سکیں۔ ڈسٹرکٹ سوراب میں ایک نااہل ڈپٹی کمشنر بیٹھا ہوا ہے جو ہر تین کلومیٹر پر رشوت لیتا ہے ذوالفقار علی کے نام سے ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you Madam. غیر سرکاری قراردادیں۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 33 پیش کریں۔ جی؟ okay. جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر **34** پیش کریں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: thank you. جناب اسپیکر صاحب! قرارداد نمبر 34۔ ہرگاہ کہ ضلع پنجگور جو کہ 10 لاکھ آبادی پر مشتمل ضلع ہے، ایران بارڈر علاقہ جات سے لیکر مکران ڈویژن کا ایک تجارتی سنٹرل پوائنٹ ہونے کی وجہ سے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ اس جدید دَور میں بھی ضلع کو 4G سروس (انٹرنیٹ کی سہولیات سے) یکسر منقطع کیا گیا ہے۔ جسکی وجہ سے علاقے کے طلبا، عام عوام، تمام دفاتر اور خاص طور پر بینظیر انکم سپورٹ پروگرام جو کہ اہم مدد اور غریب نادار لوگوں کا سہارا ہے۔ انٹرنیٹ کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رجسٹریشن میں دشواری اور دیگر اہم امور نمٹانے میں سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ضلع پنجگور کے گزشتہ 3 سالوں سے بند انٹرنیٹ سروس کو بحال کرنے کی بابت عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 34 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 34 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

جناب رحمت علی صالح بلوچ: .thank you sir جناب اسپیکر! جیسے میں نے قرارادا کے لُبِ لباب میں ضلع پنجگور کے بارے میں میں نے یہ بتایا۔ سر! میں یہ گزارش کروں اس جدید دور میں ہم گزشتہ تین سالوں سے بڑی مشکلات کو face کر رہے ہیں۔ ایک ضلع جو مرکزی تجارتی ایریا ہے، مکران ڈویژن میں واقع ہے لیکن جو international border ہے ایران پٹی یہ کوئی تین سو کلومیٹر سے زیادہ ہے جو کہ ماشکیل سے شروع ہوتی ہے پھر وہاں مند میں جا کے لگتی ہے یہ پورا ایریا ضلع پنجگور میں بارڈر واقعہ ہے۔ اس میں آمد و رفت بہت تعداد میں ہوتی ہے۔ سر! ضلع پنجگو کی پاپولیشن دس لاکھ سے زائد ہے۔ دو سب ڈویژن ہیں، چار سب تحصیل ہیں، دو تحصیل ہیں۔ اور ضلع پنجگور میں جو کہ مَیں آپ کو بتاؤں جو ہمارے education data کو بند کرنے کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے۔ مَیں آپ کو یہ ساری چیزیں figurewise بتاؤں گا کہ district میں girls higher secondary school پانچ ہیں اور boys چار ہیں۔ total نو higher secondary school ہیں۔ ہائی اسکول تقریباً total 36 ہیں۔ مڈل اسکول 51 ہیں۔ اور چھ کالجز ہیں اُسمیں girls اور boys کالجز بشمول چھ کالجز ہیں، ایک پولی ٹیکنیک کالج ہے، ایک کیڈٹ کالج ہے سر! یہ تمام ادارے data بند ہونے کی وجہ سے متاثر ہیں اور اس جدید دور میں جو کہ حکومت کی جانب سے ایک انتہائی اہم پروگرام جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے۔ وہ نادار اور بے سہارا لوگوں کے لئے ایک مددگار رہے۔ اور باقاعدہ آپ کی poverty ہے، غربت کی percentage کو نکلی جارہی ہے۔ اسی پروگرام کے تحت سب سروے کیا جارہا ہے۔ اس پروگرام میں اُن تمام لوگوں کا data ہے جو سرکاری ملازم ہیں یا ملازمت میں نہیں ہیں بزنس مین ہیں، بیروزگار ہیں۔ وہ تمام data رجسٹرڈ ہوتی ہے اُس رجسٹریشن کے بعد غربت کی جو percentage ہے، اُس کو نکالا جاتا ہے۔ پھر اس کے علاوہ جتنے online scholarship ہیں وہ تمام چیزیں اسی طرح distribute ہوتی ہیں۔ لیکن آج بدقسمتی سے میرا ضلع وہ واحد بدقسمت ضلع ہے جس کا موبائل data بند کر کے BISP کے اہم پروگرام سے لوگوں بزور بازو لوگوں کو اُس سے محروم کیا جارہا ہے۔ کیونکہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی جو رجسٹریشن ہے dynamic registration جو کی جارہی ہے، وہ 4G data کے ساتھ اُس کی connectivity ہے۔ باقی اگر DSL کے through ہوتی ہے تو DSL کے throgh یہ VPN کو connect کر کے پھر کیا جاتا ہے۔ لیکن شہر میں صرف DSL کے throgh ایک ہی سنیٹر ہے اور پورا ایریا میرا جو constituency ہے اور ضلع ہے اس کا رقبہ سر! کوئی 16 ہزار اسکوائر کلومیٹر سے زیادہ مشتمل ہے۔ پھر شہر سے ہر سب تحصیل کا جو فاصلہ ہے وہ کم از کم 120 کلومیٹر اور تمام روڈز کچے ہیں۔

مطلب میرا جو سب تحصیل پَروم ہے وہ شہر سے ایک سو دس کلومیٹر ہے۔ سب تحصیل گچک ہے شہر سے ایک سو بیس کلومیٹر ہے۔ اسی طرح کلکور ہے، گوار گو ہے، یہ ساری چیزیں، یہ ایریا ایک یکسر یہ نظر انداز ہوئے ہیں data نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور افسوسناک بات یہ ہے کہ جو 12 سے 15 لائبریریز ہیں اور ڈگری کالج کے اندر جو digital library اُس وقت میں نے 2016ء میں دیا تھا، وہ totally disabled ہیں۔ جو online study ہیں students کے۔ آپ یقیناً کریں اسپیکر صاحب! ایک چھوٹا library ہم نے دیا تھا اُس وقت جب تین سال پہلے 4G چل رہا تھا تو وہاں کے نوجوانوں نے کوئٹہ کے بجائے وہیں تیاری کی تھی اور اِدھر پبلک سروس کمیشن سے سیٹیں لیں۔ آج ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ سر! ایک علاقہ ہے ایک district وہ ساؤتھ میں آواران کو ٹچ کرتا ہے نارتھ میں ڈسٹرکٹ واشک اور خاران کو ٹچ کرتا ہے ایسٹ میں خضدار کو ٹچ کرتا ہے۔ وَیسٹ میں ایران بارڈر ہے۔ پھر سی پیک رُوٹ اِسی ضلع سے گزرتا ہے تمام officials کا آنا جانا اِسی رُوٹ سے ہے کوئٹہ towards گوادر، وہ پنجگور center point ہے، پنجگور کو ٹچ کرتا ہے، تربت، گوادر ایسے جاتے ہیں۔ تو آج کے اِس جدید دور میں ہمارے لوگوں کو بجائے کہ حکومت وقت اور ترقی دیدیں مایوسی اور خوف سے نکالے۔ اُس نے اِن بنیادی سہولت سے محروم رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی ظلم ہے زیادتی ہے ، جبکہ موبائل ٹاورز لگے ہوئے ہیں۔ اور موبائل کمپنیوں نے کئی دفعہ لکھ کر دیا ہے کہ ہمیں اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ کروڑوں روپے کا ماہوار نقصان ہو رہا ہے۔ جس data سے ہم collection کرتے ہیں یا لوگوں packages کرتے ہیں data چلاتے ہیں۔ وہ تمام چیزیں اور تمام یہ اسکولز کا جو میں نے ہائی اسکولز، ہائر سیکنڈری سے شروع کی، کالجز تک آیا ہوں۔ آپ یقیناً کریں اسپیکر صاحب! اب ہمارے جو ہائی اسکول کے boys کی تعداد ہے جو enrollment students کی ہے وہ 7 ہزار 5 سو 19 ہے۔ اور جو girls کی ہے 4 ہزار 8 سو 27 ہے۔ یہ تمام کالجز کے students کو چھوڑیں یہ تمام online study سے محروم ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس قرارداد کی متفقہ طور پر حمایت کریں اور پنجگور کے data 4G کا internet سہولت سے ان لوگوں نے محروم رکھا ہے اسکو فوری طور پر بحال کریں۔ thank you.

جناب اسپیکر: thank you۔ آیا قرارداد نمبر 34 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 34 منظور ہوئی۔ اب اسمبلی کے اجلاس میں 10 سے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے نماز پڑھیں گے اور باقی ممبرز بھی آجائیں گے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم۔ جی تشریف رکھیں پلیز۔ جی میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 33 پیش کریں۔ جی ایک منٹ۔ جی میڈم مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! آپ سے ایک request ہے کہ اسمبلی کو please

rules کے مطابق چلائیں سوالات میں بھی ایک درخواست میرے اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی ہیں۔ یہ سوالات پر گھنٹہ گھنٹہ speech کرتے ہیں۔ بلوچستان کی ہم خواتین اسمبلی فلور پر نظر ہی نہیں آتیں۔ سوالات پر بھی گھنٹہ گھنٹہ speech ہوتی ہے۔ قرارداد میں بھی دو دو گھنٹے speech جو ہوتے ہیں۔ پبلک نوٹس پر بھی ایک ایک گھنٹہ speech ہوتی ہے۔ سارا جیسے اسمبلی کا ایجنڈا ہے وہ اپوزیشن کے پاس ہوتا ہے۔ حکومتی جماعت کے جو لوگ ہوتے ہیں جو باقی ایم پی ایز جو بات کرنا چاہتے ہیں اسلام آباد میں ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: بات کرنے دیں زابد صاحب۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: please please مجھے بولنے دیں زابد صاحب! آپ ہمیشہ بولتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: ایک نشست میں سات مرتبہ ٹائم لیتے ہیں۔ تو پلیز خواتین کو موقع دیا جائے۔ اور ہمیں یہ طعنہ دیا جاتا ہے specially مرکز میں، اسلام آباد میں، باقی صوبوں میں۔ کہا جاتا ہے کہ بلوچستان کی خواتین اسمبلی فلور پر نظر نہیں آتیں۔ اُن کو کیا پتہ کہ ہم نام بھیج بھیج کر تھک جاتی ہیں لیکن ہماری اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے اتنی لمبی speeches ہوتی ہیں تو please ایک درخواست ہے to the point بات کیا جائے۔ اور ہم سب کو موقع دیا جائے۔ ہم بھی اسمبلی کے رکن ہیں۔ specially women سے related مسائل ہیں جن کو ہم address کرنا چاہیں گی۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔ thank you۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: sir! I want to speak. جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: یہ point of concern تھا۔ میرے خیال میں اگر speeches کے حوالے سے ہیں تو ایک بات تو valid ہے کہ آپ کو تقریباً to the point بات کرنی چاہیے۔ جی زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! میرے خیال میں اگر اِن کو پریشانی ہم سے ہے ہم آئندہ بات نہیں کریں گے۔ دیکھیں ناں! آپ لوگوں کے پاس کیبنٹ ہے۔ آپ لوگوں کے پاس دوسرے فلور ہیں۔ آپ سرکاری لوگ ہیں آپ لوگ ہر جگہ اپنی بات کر سکتے ہیں۔ ہمارے لیے اسمبلی کا ایک فلور ہے۔ اگر یہاں سے گورنمنٹ کو پریشانی ہے ہم آج کے بعد بات ہی نہیں کریں گے۔ ہم بالکل بات نہیں کریں گے۔ ہم چُپ رہیں گے آئیں گے آپ لوگوں کے ساتھ کورم پورا کر کے جائیں گے بس۔

جناب اسپیکر: ok۔ مینا صاحبہ!۔

قائد حزب اختلاف: یہ ہم کورم پورا کرنے کے لئے یہاں نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی dictate کر لیتا ہے۔ جناب اسپیکر! کہ اپوزیشن کو بات کرنے نہیں دیں۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: نہیں rules کو۔

قائد حزب اختلاف: rules کو میڈم! ہم سب rules کو جانتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ آپ rules جانتی ہو تو باقی سب rules کو نہیں جانتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مینا مجید صاحبہ پلیز۔

قائد حزب اختلاف: اگر آپ rules ہمیں سمجھا رہی ہیں۔ ہم آپ سے senior ہیں۔

جناب اسپیکر: مینا مجید صاحبہ! آپ پلیز بیٹھیں۔ ok پوائنٹ آپ کا آ گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: اسمبلی میں بھی آپ سے ویسے بھی آپ سے سینئر ہیں ہم rules جانتے ہیں آپ ہمیں rules نہیں سمجھائیں مہربانی۔

جناب اسپیکر: ok, thank you.

قائد حزب اختلاف: آپ کو اپوزیشن سے پریشانی ہے تو سب کو بتا دیں ناں۔۔۔(مداخلت)۔ گورنمنٹ والے کیوں گھنٹہ گھنٹہ بات کرتے ہیں آپ بتا دیں ناں۔۔۔(مداخلت)۔ خواتین کو ہم نے کب روکا ہے۔ اسپیکر اُن کو ٹائم دے دیں۔

جناب اسپیکر: ok,ok. زہری صاحب! تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ نے بتانا ہے تو پوری اسمبلی کو بتائیں۔ آپ اپوزیشن کو کیوں ٹارگٹ کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok,ok, پوائنٹ آ گیا ہے آپ کا۔

قائد حزب اختلاف: آپ کو ہم سے پریشانی ہے ہم باہر نکلتے ہیں۔۔۔(مداخلت)۔ پریشانی ہے تو ہم چلے جاتے ہیں کوئی issuse نہیں ہے۔۔۔(مداخلت)۔

جناب اسپیکر: Leader of the Opposition. پلیز۔ Address the Chair.

قائد حزب اختلاف: ہم چلے جاتے ہیں آپ اسمبلی چلا کے ہمیں دکھائیں۔ کتنے بندے بیٹھے ہوئے ہیں کورم اپنا بتا دو ناں۔

جناب اسپیکر: پلیز لیڈر آف دی اپوزیشن، پلیز address the Chair.

قائد حزب اختلاف: نہیں ہم نکلتے ہیں۔ چلیں ہم نکلتے ہیں آپ اسمبلی کو چلا کے مجھے دکھا دیں۔

جناب اسپیکر: please address the Chair. لیڈر آف دی اپوزیشن پلیز۔ آپ بیٹھ جائیں۔

قائد حزب اختلاف: ہم نکلتے ہیں اب چلا کے دکھائیں ہم چلے جاتے ہیں آپ ہمیں دکھا دیں۔ کتنے بندے بیٹھے ہیں؟ کورم اپنا بتا دوناں؟

جناب اسپیکر: پلیز addrerss the Chair.

قائد حزب اختلاف: ہم بیٹھے ہیں اور آپ کی اسمبلی کو چلا رہے ہیں کورم پورا کرنا آپ کا کام ہے ہمارا کام نہیں گورنمنٹ کا کام ہے۔

جناب اسپیکر: point آپ کا آ گیا leader of the opposition تشریف رکھیں اچھا اس طرح ہے زہری صاحب! ok ok۔

جناب خیر جان بلوچ: شریف اپوزیشن ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب خیر جان بلوچ: ہم نے ایشوز نہیں اٹھائے ہیں جب ہم اٹھائیں گے تو اُنکو پتہ چل جائے گا۔

جناب اسپیکر: ok۔

جناب خیر جان بلوچ: بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ بلوچستان کے بنیادی مسئلے اگر ہم نے جس دن ڈسکس کیے تو کوئی یہاں جواب دینے کے قابل نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا۔ ٹھیک ہو گیا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب خیر جان بلوچ: جمہوریت کی روایت یہی ہونی چاہیے کہ ہر ایک اپنی باری پر بولیں۔ اور اپوزیشن جائز مسئلے اور مسائل پر ضرور بولے گی۔

جناب اسپیکر: ok,ok. اچھا زہری صاحب! اس طرح ہے میڈم صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کا جو بھی پوائنٹ آتا ہے، سوال ہوتا ہے اُس پر تقریر کی بجائے آپ to the point صرف بات کریں۔ وہ آپ کو بات کرنے سے منع نہیں کر رہی ہیں۔ وہ صرف یہ گزارش کر رہی ہیں کہ مہربانی کر کے to the point آپ اسمبلی میں ضرور بولیں اُس پر۔ لیکن تقریریں جو ہوتی ہیں لمبی لمبی تقریریں وہ کہتی ہیں کہ اسکو avoid کیا جائے۔ question پر بات کریں ok,thank you۔ نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: اپوزیشن کورم پورا کرنے کے لئے نہیں بیٹھی ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. نہیں آپ کا حق ہے۔نہیں بولیں گے بالکل۔میر زابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 33 پیش کریں۔جی آغا صاحب! That point is killed Aga Sahib! پھر آپ بار بار اس پر وہ کررہے ہیں۔اب وہ پوائنٹ ختم ہوگیا ہے آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: میں آپ سے گزارش کرتا ہوں سر! آپ سن لیں۔سب لوگوں نے، دوستوں نے بات کی اور سب کے تحفظات تھے۔آپ مہربانی کریں ایک اسپیشل کمیٹی بنائیں یا پی اے سی کو دے دیں within 15 days sir۔

جناب اسپیکر: کام کرنے دیں ہم اس پر کررہے ہیں۔ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق سب چیزوں پر کام کررہے ہیں آپ مجھے تھوڑا سا موقع دیں ہمیں، تقریباً ہم اس پر کام کررہے ہیں آپ کے انشاء اللہ پی اے سی کے چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں۔اس پر کام کررہے ہیں انشاء اللہ ہوجائے گا۔جی زہری صاحب۔

قائدحزب اختلاف: اِس پر تھوڑا سا اسپیشل آڈٹ کرلیں۔تاکہ سب پتہ چل جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ تشریف رکھیں، let it، باقی updates آنے دیں۔کردیتے ہیں اس کو ذرا۔جی زابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 33 پیش کریں۔سر! ایک منٹ قرارداد نمبر 33 جی۔

میر زابدعلی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **قرارداد نمبر 33**۔ ہرگاہ کہ ضلع واشک جو رقبے کے لحاظ سے بلوچستان کا سب سے بڑا حلقہ ہے اور پانچ تحصیل پر مشتمل ہے۔اِس جدید دَور میں بھی علاقے کے عوام زندگی کی تمام تر بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔جیسے روڈز، پینے کا صاف پانی، صحت اور تعلیم سے محروم ہیں۔وسیع آبادی ہے اور رقبے کی وجہ سے حلقے کے عوام کو اپنے مسائل کے لیے سخت مشکلات درپیش ہیں۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی اسمبلی سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع واشک جو کہ ایک وسیع علاقہ پر مشتمل ہے حلقہ ہے جو دو حلقوں میں تقسیم کرنے کی بابت عملی اقدامات اُٹھانے پر یقینی بنائیں تاکہ علاقہ کے عوام کو زندگی کی بنیادی سہولت میسر ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 33 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 33 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر زابدعلی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔واشک پورے بلوچستان میں رقبے کے حوالے سے اب map میں اگر دیکھا جائے تو پہلا ڈسٹرکٹ ہے، آپ کا چاغی ہے۔اور اسکے حوالے سے دوسرا میرے خیال سے واشک ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ پچھلی دفعہ اسکا پاپولیشن جو مردم شماری ہوئی تھی تو پاپولیشن میں تقریباً چھ لاکھ something تھا۔مگر بد قسمتی سے پورا بلوچستان میں تقریباً 70 لاکھ کتنا بلوچستان کی آبادی کو کاٹ کر کے جو proper ہوا تھا ہر ڈسٹرکٹ میں، ہر کونے پر گئے تھے۔مگر بلوچستان کی پاپولیشن کو زبردستی اِن لوگوں نے 70 لاکھ کم کر

کے، اِس پر با قاعدہ اسمبلی اجلاس بھی تھا۔ہم لوگوں نے با قاعدہ واک آؤٹ کیا۔تو اس میں با قاعدہ ہم لوگوں نے پریس کانفرنس بھی کیا۔خاص طور کوئٹہ میں، اسی طرح ہم لوگوں نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر اِن لوگوں نے 15 دن کا موقع دیا۔تو اِسی طرح بلوچستان کے ساتھ وفاق کا رویہ ہر حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! اُس کا رویہ بلوچستان کے ساتھ صحیح نہیں ہوا ہے۔ چاہے وہ پاپولیشن کے حوالے سے ہو، چاہے وہ وفاق کے جو پی ایس ڈی پی کے حوالے سے ہو، چاہے وہ آپ کے گوادر، چاہے آپ کا ریکوڈک، چاہے آپ کا سینڈک اس حوالے سے دیکھا جائے جناب اسپیکر صاحب! وفاق کے حوالے سے بلوچستان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے میں نے واشک کے حلقے کے حوالے سے ہے۔ واشک کو، تمام ہمارے ممبرز بیٹھے ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں ہمارے ساتھی ہیں۔ میں کہتا ہوں واشک کے دو حلقے ہو جائیں ڈسٹرکٹ ایک ہے ٹھیک ہے۔ کہ جناب اسپیکر صاحب! اس دفعہ میرے خیال سے وزیر اعلیٰ نے ایک ٹیم پی اینڈ ڈی سے بھیجی تھی۔ میرے خیال سے وہ مختلف جگہوں میں نہیں جا سکے۔ آخر میں اُن لوگوں نے با قاعدہ تو یہ کیا کہتے ہیں کہ ایسا ڈسٹرکٹ کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔ خدارا! ہمیں چھوڑیں ہم جائیں اپنی رپورٹ دے دیں گے۔ واشک سے میرے خیال سے کچھ یونین کونسلوں پر جا کے دیکھا وِزٹ کیا ہیلتھ، ایجوکیشن، کمیونیکیشن مختلف حوالے پر مگر وہ اپنی رپورٹ دے رہے ہیں سی ایم صاحب کو تو اسی حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے سب بھائی بیٹھے ہیں۔ کہ پہلے خاران واشک کا ایک حلقہ تھا جناب اسپیکر صاحب! 2005ء میں خاران ڈسٹرکٹ الگ ہو گیا ڈسٹرکٹ واشک الگ ہو گیا۔ اور واشک کے ایسے بڑے بڑے علاقے ہیں۔ ماشکیل آپ دیکھیں۔ تحصیل ماشکیل جناب اسپیکر صاحب! اگر کبھی میرا ماشکیل کا پروگرام ہو جائے۔ کوئٹہ سے میں نوشکی جاتا ہوں۔ نوشکی سے میں دالبندین جاتا ہوں۔ دالبندین سے میں نوکنڈی جاتا ہوں۔ اور نوکنڈی سے پھر میں turn کر کے میرا آبائی گاؤں تحصیل ماشکیل ہے پھر وہاں سے تین گھنٹے کا راستہ ہے۔ سر! وہاں کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے۔ اگر میں واشک جانا چاہوں ہیڈ کوارٹر کے لئے جناب اسپیکر صاحب! یہاں سے میں جاتا ہوں سر! دو رُوٹس ہیں۔ یہاں سے میں نوشکی، خاران جاتا ہوں۔ پھر میں وہاں سے واشک جاتا ہوں۔ آٹھ، نو گھنٹے یہاں کا بائی روڈ سفر ہے۔ سر! آپ کا بسیمہ یہ سوراب کی طرف ہے۔ اِدھر سے اگر بسیمہ تحصیل اور ناگ کی طرف میں جانا چاہوں پھر میں یہاں سے جاتا ہوں قلات، سوراب، بسیمہ پھر ناگ، اِس طرف یونین کونسل شنگر ہے۔ خاران سے بیچ تقریباً وہاں چار یونین کونسل ہیں۔ پچھلی دفعہ یونین کونسل تھے، حلقہ بندیاں ہوئی تھیں۔ تو دو یونین کا الحمد اللہ میں نے چار یونین کونسل کیا۔ یونین کونسل جنگیان، گڑام میں دو دو یونین کونسل میں نے بڑھائی۔ اِس کے رُوٹ کے حوالے سے اگر خاران وہاں نزدیک ہے۔ خاران کی طرف یونین سب تحصیل ہے شاہ گیڑی۔ وہاں جب میں وزٹ کے لئے جاتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! میں اسی بلوچستان سے مَیں اپنے تمام ہمارے بھائی ساتھی منسٹرز سب یہاں بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کا بنیادی

حق ہے۔ کیونکہ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کا جب پی ایس ڈی پی ہوتا ہے وہ رقبے کے حوالے سے دیکھا نہیں جاتا ہے۔ اگر رقبے کے حوالے سے پی ایس ڈی پی بلوچستان کا ہو جاتا تو میرے خیال سے پہلا ڈسٹرکٹ چاغی ہے۔ دوسرا واشک ہے۔ مگر رقبے کے حوالے سے پی ایس ڈی پی میں وہ شہر جو ہم چاہتے ہیں وہ نہیں ملتا۔ جناب اسپیکر صاحب! تو اسی حوالے سے میں آپ سے اور ہمارے تمام بھائیوں سے مَیں پرزور اپیل کرتا ہوں۔ تو ڈسٹرکٹ ٹھیک ہے ایک ہے۔ حلقے کے حوالے سے میرے تمام ساتھی اور ایم پی ایز بیٹھے ہیں۔ اس میں یہ بھرپور ہر کوئی اپنا اظہارِ رائے بھی دے دے اور اس دفعہ جب سی ایم صاحب آئے ہمارے فنانس منسٹر اور اپوزیشن لیڈر بھی ساتھ تھے۔ ہمارے صادق عمرانی صاحب اور سلیم کھوسہ صاحب بھی انکے ساتھ تھے وہ آگئے تھے واشک میں بالکل ان لوگوں کو ویلکم ہم لوگوں نے کیا۔ الحمدُاللہ اللہ کی مہربانی ہے جناب اسپیکر صاحب! علاقے میں اُن لوگوں نے جو وعدے کئے ہیں۔ ابھی دیکھتے ہیں انشاء اللہ امید ہے کہ یہ وعدے اُن لوگوں کا پایہ تکمیل تک پہنچے اور یہی امید ہے جناب اسپیکر صاحب! جب وہاں وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی صاحب آئے تھے۔ باقاعدہ اُن لوگوں نے بسیمہ اور تحصیلِ ماشکیل میونسپل کمیٹی کا اُن لوگوں نے اعلان بھی کیا تھا۔ آپ لوگوں کا مشکور وممنون ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آنے والے بجٹ میں، اُنہوں نے باقاعدہ کہا تھا کہ میں اسی حوالے سے کہہ رہا ہوں صادق صاحب کہ اُنہوں نے ٹیم بھیجی تھی کہ یہ ٹیم جا کر دیکھے کہ اُن لوگوں کے مسئلے کیا ہیں۔ جی ہاں تو جناب اسپیکر صاحب! اسکے حوالے سے بھی ابھی اس کے سروے بھی ہو رہے ہیں۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب نے میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ کے لئے اعلان بھی کیا تھا۔ تو الحمدُ للہ ابھی شعیب جان نے پہلے بھی مجھے کہا میں نے اُسکا ڈسٹرکٹ چیئرمینوں کو اور میونسپل کمیٹی کو approval دیا ہوا ہے۔ تو ابھی تک پایہ تکمیل سب چل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اپنے تمام بھائیوں سے اور خاص طور پر خاران کے ساتھ ہمارا ڈسٹرکٹ خاران پہلے ایک تھا۔ ابھی ٹھیک ہے الگ ہے۔ تو اس پر شعیب جان کا comments بھی اس اسمبلی سے جاننا چاہتا ہوں۔ کہ خاران، واشک کا یہ حق ہے اِس حلقے کے حوالے سے۔ وہ چار باتیں بھی کریں اور اس پر اپنی رائے بھی دے دیں۔ تو اس میں میں یہی کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اس کو دو حلقوں میں بلوچستان اسمبلی کے، یہ قرارداد میں اور ہمارے اپوزیشن لیڈر اور باقی ہمارے جتنے دوست ہیں اس پر سب اپنی اپنی رائے دے دیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ok,ok. جی جی میر شعیب نوشیروانی صاحب۔ جی صادق صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جو قرارداد پیش کی یہ نیا ڈسٹرکٹ ہے۔ اس ڈسٹرکٹ کے لئے اُس دن ہم لوگ گئے چیف منسٹر کے ساتھ ماشاءاللہ بلوچستان میں سب سے خوبصورت ہیڈ کوارٹر اس کا ہے۔ ڈبل ڈبل روڈز ہیں۔ ہر سہولت وہاں موجود ہے۔ اور اس کے باوجود بھی چیف منسٹر صاحب نے وہاں ڈیڑھ، دو ارب روپے اس معزز رکن کی تجویز پر

وہاں اسکیمات دیئے ہیں۔ اور روزانہ ہم لوگ صرف یہاں آتے ہیں ریکی صاحب کی تقریر اور قرارداد سُننے کیلئے، یہ debatesbook اپنی دیکھ لیں۔ تو اِتنا تو کریں کہ روزانہ ریکی صاحب کی قرارداد اِس کا ماشکیل ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. ۔ جی میر شعیب صاحب! minister for finance.

وزیر خزانہ: ویسے تو یہ اہم قرارداد ہے اور میں اس کی حمایت کرتا ہوں بھرپور جیسا حاجی صاحب فرمار ہے تھے کہ جو ایریا ہے واقعی میں وہ رقبے کے لحاظ سے بہت بڑا ضلع ہے۔ اس کو دو حلقوں میں ہونا چاہیے۔ لیکن میری ایک suggestion ہے کیونکہ اگر ایم پی اے یا حلقہ بندی، وہ سیٹ بڑھانے سے بڑا فائدہ ہونا ہے۔ تو بہتر ہے وہ بیشک ہو جائے۔ لیکن میں چاہتا ہوں چونکہ اگر رخشاں ڈویژن کو اِن چار اضلاع کے ساتھ اکٹھا کیا جائے، نوشکی، چاغی، خاران، واشک ہے۔ تقریباً کم وبیش نوے ہزار اکنا نوے ہزار اسکوائر کلومیٹر پر مبنی اس کا رقبہ بنتا ہے۔ کوئی دس لاکھ سے اوپر پاپولیشن ہے۔ اُس کے census پر بھی تھوڑے سے ہمارے حاجی زاہد صاحب کے اعتراضات ہیں کہ اُس میں کمی وبیشی ہوئی ہے۔ لیکن اگر اِس قرارداد میں ہم اپنی قومی اسمبلی کے نشست کی بھی بات کرتے کہ حلقے ہمارے دو ہوتے قومی اسمبلی کا تو وہ زیادہ بہتر تھا۔ تو مَیں یہ ترمیم چاہوں گا کہ اس ترمیم کے ساتھ اس کو رکھا جائے۔ میرے خیال سے بلوچستان کا کوئی بھی امیدوار نمائندہ اِس اسمبلی میں، فورم میں موجود، وہ ہماری قومی اسمبلی کی نشست کے لئے انکار نہیں کریگا۔ تو اس کو اِس amendment کے ساتھ اگر میری گزارش ہوئی ہے یہ ایوان اجازت دے قومی اسمبلی کی نشست کے ساتھ اسکو کرلیں۔

جناب اسپیکر: ok ok done.

وزیر آبپاشی: پاپولیشن کے لحاظ سے نصیر آباد سب سے بڑا ہے، ٹھیک ہے۔ نہیں تو پھر اس میں یہ نصیر آباد بھی شامل کردیں۔

جناب اسپیکر: اچھا! اِس طرح ہے اپنا میر شعیب نوشیروانی صاحب! صادق! پلیز تشریف رکھیں۔ حاجی محمد خان تشریف رکھیں ایک منٹ۔ شعیب نوشیروانی صاحب! آپ مہربانی کرکے قومی اسمبلی کی ایک علیحدہ قرارداد لے آئیں تاکہ اُس پر بھی دوبارہ اسی لحاظ سے اِس پر discussion کی جاسکے۔ اور پھر اس کی approval لی جاسکے۔ آیا قرارداد نمبر 33 منظور کی جائے؟۔ قرارداد نمبر 33 منظور ہوئی۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 35 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پیش کروں؟ پیش کروں؟

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): اسپیکر صاحب! point of order.

جناب اسپیکر: point of order. نہیں point of public importance کے اوپر آپ بات کریں؟ جی بولیں۔

وزیر مال: اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

وزیر مال: اسپیکر صاحب! جب میں نہیں آیا تھا تو سیکرٹری ایس اینڈ جی ڈی کے بارے میں بات ہوئی۔ میرا فرض بنتا ہے وہ ہمارے ڈپٹی کمشنر بھی رہے ہیں ہمارے کمشنر بھی رہے ہیں۔ بہت عرصہ وہ کمشنر نصیر آباد بھی رہے ہیں۔ وہاں اُس نے اپنے جو فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ اور انکی وہاں کسی نے آج تک شکایت نہیں کی ہے۔ اور تمام پبلک، ہمارے جتنے نصیر آباد کے ایم پی ایز ہیں، ہمارے پاس اور بھی بیٹھے ہیں ان کو بھی آج تک کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا ہے۔ آج آغا جان نے پتہ نہیں ہمارے اور colleague بھائیوں نے اس کی شکایت کی ہے۔ کچھ دن پہلے وہ بیمار تھے۔ میں خود انکے گھر پوچھنے گیا تھا، دو دن وہ ہسپتال میں ایڈمٹ رہے اگر ظفر صاحب کے کہنے پر وہ حاضر نہیں ہوئے۔ پہلے آپ جان لیں کہ وہ بیمار تھے۔ اس کی آپ اتنی ہوگئی ہے کہ اسمبلی میں اس مسئلے کو اٹھایا۔ آپ جائیں، چیف سیکرٹری کے پاس، سی ایم کے ساتھ، یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: ok,ok thank you Mir Sahib. ۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: اچھا ایک منٹ، ایک منٹ۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: تو صاحب ادھر موجود نہیں تھے، ہم نے ایس اینڈ جی اے ڈی پر بات کی ہم نے کسی کی ذات پر بات نہیں کی۔ سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی ہم اپوزیشن والوں کے لیے قابل احترام ہے۔ ہم اس کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نہ کوئی ذاتی مسئلہ ان سے ہم نے کوئی بات کی ہے منسٹر صاحب کو شاید پتہ نہیں ہے میرے خیال میں اس نے غلط سنا ہے اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں جتنا آپ اس کا احترام کرتے ہیں اس سے زیادہ ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا اس طرح ہے۔

قائد حزب اختلاف: اِتنا احترام کرتا ہوں اس سے زیادہ ظفر آغا صاحب احترام کرتے ہیں، اپنا اصغر ترین صاحب احترام کرتے ہیں ہمارے لیے وہ قابل احترام ہیں وہ بلوچستان کا فرزند ہے بلوچستان کی دھرتی سے اس کا تعلق ہے ہمارے لیے سب کے لیے قابل احترام ہے۔ یہ panic نہ پھیلایا جائے کہ جی اس کے خلاف بات کی۔ یہاں بات ہوتی ہے یہاں کسی سیکرٹری کے خلاف بات ہوتی ہے یہاں چیف سیکرٹری کے خلاف بات ہوتی ہے، کسی مسئلے پر بات ہوتی

ہے کسی کا نام لینا کوئی گناہ میرے خیال میں نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہوگیا۔

قائد حزب اختلاف: لیکن ہم نے کسی کا نام نہیں لیا ہے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی پر اور بلوچستان ہاؤس پر بات کی ہے۔کسی اُس پر نہیں کی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ok۔ٹھیک، ہوگیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: تو مہربانی کر کے ریکارڈ اس چیز کو لے کے ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ہمارے لیے قابل احترام ہیں ہم ان کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you.۔اچھا اس طرح ہے کہ مَیں، ایک منٹ آغا صاحب! آغا صاحب! ایک منٹ۔ منسٹر صاحب سے میری گزارش یہ ہوگی کہ وہ ٹائم پر آیا کریں اور سارے discussion میں participate کریں پھر اُس پر comment کریں۔ جب آپ late آتے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: وہ صحیح نہیں ہے جس نے بھی آپ کو دیا ہے۔ کیونکہ میں ایس اینڈ جی اے ڈی کا چیئرمین ہوں، کچھ تحفظات ایس اینڈ جی اے ڈی کے حوالے سے میں نے رکھے ہیں۔ایک فرد کے حوالے سے نہیں رکھے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok

سید ظفر علی آغا: آپ منسٹر ہیں۔ میں ریونیو پر بات کر سکتا ہوں۔

وزیر مال: اسمبلی میں فارم 45 والے آئے ہیں۔آپ آرام سے بیٹھ جائیں۔

سید ظفر علی آغا: آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ تھوڑی سی اپنی انفارمیشن correct کریں۔ یہ میری والی سیٹ میں آپ کو تھوڑا سا گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جمعیت علمائے اسلام نے آٹھ دفعہ جیتی ہے گیلا صاحب!

وزیر مال: جی جی۔

سید ظفر علی آغا: آٹھ دفعہ گیلا صاحب! اس کو جمعیت علماء اسلام نے جیتی ہے۔ آج جو اسپیکر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِسی کرسی پر، میرے ہی حلقے نے اِس Chair کی نمائندگی کی ہے۔ اور دوبارہ، یہ جو آپ نے الفاظ لیئے ہیں یہ آپ اپنا۔۔۔

جناب اسپیکر: ظفر آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: مَیں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ آپ بڑے ہیں اچھا نہیں لگتا۔

جناب اسپیکر: ظفر آغا صاحب! اِدھر۔

سید ظفر علی آغا: آپ ایس اینڈ جی اے ڈی کے بارے میں معلومات کریں۔ میں نے ایس اینڈ جی اے ڈی کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! Chair کوایڈریس کریں، Chair کوایڈریس کریں آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: اور میری سیٹ ان سب میں سے پکی سیٹ ہے۔ آٹھ دفعہ جمعیت علماء اسلام جیت کے آئے ہیں۔ آغا صاحب! یہ آپ اپنی انفارمیشن correct کریں سر!

جناب اسپیکر: آغا صاحب! آپ Chair کو ایڈریس کریں۔ Chair کو ایڈریس کریں آپ پلیز۔ اور یہ دیکھیں! یہ آپ پرسنل ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف یہ مت کریں۔ اس طرح اسمبلی کے اندر یہ سیشن آپ Chair کو ایڈریس کیا کریں۔ اور ہر جواب کا ضروری نہیں ہے کہ آپ نے اس کو reply کرنا ہوتا ہے۔ اُنہوں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے متعلق بات ہوئی ہے۔ تو بات تو ہوئی ہے۔ آپ نے خود آغا صاحب! آپ نے کہا تھا کہ اُس کی گردن میں سریا ہے۔ تو جب آپ کہتے ہیں تو پھر تو اس پر بات ہوگی۔ ہو گیا ہے done ہے۔

سید ظفر علی آغا: یہ گواہ ہے، آپ نے مجھے کہا ہے کہ اِس کی گردن میں سریا ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں آپ نے مجھے کہا ہے۔

جناب اسپیکر: ہو گیا، ہو گیا thank you ۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! پلیز اپنی قرارداد پیش کریں۔ جی زرک صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: گیلو صاحب نے آغا صاحب کو صحیح بولا ہے۔ آپ کو فارم 47 کا نہیں بولا ہے۔ فارم 45 کا بولا ہے۔ آپ نے میرے خیال میں سنا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ہو گیا thank you پلیز۔ اب مَیں ہدایت الرحمٰن صاحب کو، پلیز پلیز پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ سر! پلیز آپ بیٹھیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! مَیں آپ تمام معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ جتنے ہمارے یہاں کی اکثر ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: پلیز۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جتنے یہاں ہمارے لوکل آفیسرز ہیں، دیکھیں! آغا فیصل صاحب ایک معتبر شخصیت کے مالک ہیں ایک مثبت بندہ ہے۔ ہم اپنے لوکل آفیسرز کو کیوں اُچھالتے ہیں فلور پر؟

جناب اسپیکر: ok, thank you.

جناب رحمت علی صالح بلوچ: مَیں گزارش کرتا ہوں کہ ایشوز ہوتے ہیں ڈیپارٹمنٹس میں ایشوز کو حل کرنے کے لیے کسی کے ذات پر attack نہیں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: بالکل کسی آفیسر کے خلاف by-name لے کر کے نہیں کرنا چاہیے۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 35۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے جتنے حکومت کے اور اپوزیشن کے ساتھی ہیں، ریلوے کا نظام بہت متاثر ہے۔ اِس پر قرارداد ہے۔ ساتھیوں نے اس کو پڑھ لیا ہوگا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قرارداد نمبر 35۔ ہر گاہ کہ ریلوے کا نظام ایک محفوظ سفر کا ضامن ہے۔ اور ریلوے ایک سستی سواری کے ساتھ ایک محفوظ سفر کا ذریعہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام ٹرین کے سفر کو پسند کرتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ بلوچستان کے عوام اس جدید دَور میں بھی اب تک ریلوے نظام سے اکثر نظر انداز ہیں۔ بلوچستان میں ریلوے کو ترقی دینے کی بجائے پرانے انگریزوں کے دور کے بچھائے ہوئے ریلوے ٹریک کو اکھاڑنے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ٹرینوں کو بھی بند کیا گیا ہے جو کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ بدترین زیادتی کے مترادف ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے وہ کوئٹہ سے اندرونِ ملک تمام بند ٹرینوں اکبر ایکسپریس، چلتن ایکسپریس، اباسین ایکسپریس اور بلوچستان ایکسپریس کو روزانہ کی بنیاد پر چلانے کو یقینی بنائے۔ نیز محکمہ ریلوے کی اسامی کو ختم کرنے کا سلسلہ بھی بند کیا جائے اور سی پیک فیز ٹو کو بلوچستان بھر میں ریلوے کے نظام کو شامل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 35 پیش ہوئی۔ محرک اپنی قرارداد نمبر 35 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بالکل۔ دیکھیں پہلے بھی میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ جو وفاقی جتنے ادارے ہیں، وہ بلوچستان اُن کی ترجیحات میں جناب اسپیکر! شامل نہیں ہے۔ وفاقی جتنے ادارے ہیں، جتنے محکمے ہیں۔ بلوچستان اُن کی ترجیحات میں، بلوچستان اُن کے پروگرام میں بالکل شامل نہیں ہے۔ یہ پورا ایوان اس بات کو جانتا بھی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی پارٹی مجبوری میں وکالت کرے یا پارٹی مجبوری میں پارٹی ڈسپلن کی وجہ سے کوئی بات کرے، لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ وفاقی اداروں کا رویہ بلوچستان کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ جس طرح آپ، یہ اس میں یہ بتاؤں، یہ تو میں نے اندرون ملک کا بتایا۔ صرف دو ٹرین چلتی ہیں، وہ بھی کبھی بند ہیں کبھی چلتی ہیں ان کی کیا صورتحال ہے سب کو پتہ ہے۔ باقی صوبے ہیں وہاں تو دوستی ٹرین جناب اسپیکر! وہاں اگر ہندوستان کے بارڈر کے ساتھ لوگ رہتے ہیں، وہاں دوستی ٹرین

سروس ہے۔ یہاں بھی دو ملک ہمارے ساتھ ہیں ہم تو کیا افغانستان کے ساتھ دوستی ٹرین سروس، ایران کے ساتھ دوستی ٹرین سروس یا زاہدان کے ساتھ ہو یا کابل کے ساتھ ہو۔ اُس کے تو چلیں بعد میں ہم ڈیمانڈ کر رہے ہیں مطالبہ کریں، لیکن ہمارا جو صوبہ ہے۔ ہمارے صوبے کے ساتھ جو ریلوے کے، ریلوے محکمہ وفاقی ادارہ ہے اِس کے ساتھ کیوں بلوچستان کے لوگوں کو یہ نظر انداز کرتے ہیں اور پرُانے جو ٹریک تھے وہ سب اُکھاڑ دیئے گئے ہیں۔ پرانے ریلوے کا نظام تھا جسے اُکھاڑ دیا گیا ہے۔ بجائے کہ دوسرا ہو یہ ٹریک نیا کریں۔ یہ میری گزارش ہے جو چار، اکبرا ایکسپریس، چلتن ایکسپریس۔ اِسی طرح اباسین، اور بلوچستان ایکسپریس ہے جو کہ بند ہیں۔ یہ کھول دیئے جائیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ کابل کے ساتھ۔ تہران کے ساتھ دوستی ٹرین سروس شروع کی جائے۔ جیسے کہ پی آئی اے ہے اسپیکر صاحب! وہ وفاقی ادارہ ہے، پورے بلوچستان میں صرف کوئٹہ ہے یعنی اُس پر بھی آئندہ میں قرارداد لاؤں گا، میں جو کہہ رہا تھا کہ جو وفاقی ادارے ہیں ہمارے جو کوئٹہ کے لوگ ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: جی جی۔ Please order the House.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یونس صاحب! سے بھی میری گزارش ہے کہ ہماری۔۔۔

جناب اسپیکر: پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جزاک اللہ، جزاک اللہ۔ اِسی طرح جو کوئٹہ یہ جو پی آئی اے بھی وفاقی ادارہ ہے پی آئی اے کے بارے میں آئندہ میں قرارداد لاؤں گا تمام وفاقی جو محکمے ہیں، ان کا کیا رویہ ہے کہ پی آئی اے کا کوئٹہ کے علاوہ کہاں سروس ہے؟ گوادر جس کو کہتے ہیں کہ ماتھے کا جھومر، سی پیک کا ماتھے کا جھومر۔ وہاں جو یہ کوئٹہ سے گوادر سروس نہیں ہے۔ کوئٹہ سے کوئی آفسر یا کوئی وزیر صاحب آنا چاہتے ہیں، پہلے کراچی جاتے ہیں، پھر گوادر آتے ہیں۔ یعنی کسی اور صوبے جائیں گے۔ اپنے صوبے سے نہیں آسکتے ہیں۔ اور دوسرا صوبے جائیں گے پھر وہاں سے گوادر آئیں گے۔ یہ تو ایک پی آئی اے کا ہے۔ یہ پی آئی اے وفاقی ادارہ ہے۔ میری آج کی قرارداد کا مطلب یہ تھا کہ سی پیک فیز ٹو جو بننے جا رہا ہے اِس پر پارلیمانی کمیٹی بھی بنایا گیا ہے صوبائی اسمبلی کا کہ سی پیک فیز ٹو کا جو پروجیکٹ بنے گا، اس میں کم سے کم پورے بلوچستان کا ریلوے کا ایک نظام صوبے کے اندر ریلوے کا نظام بند ہے، اور پورے بلوچستان کے لوگوں کا باقی ملکوں کے ساتھ جو ریلوے کا پورا نظام ہے جیسے پنجاب، سندھ اور کے پی میں چلتی ہیں ریلوے کا نظام، کہیں ریلوے کے نظام کا سسٹم مختلف ناموں سے چلتی ہیں تو بلوچستان کے ڈیڑھ کروڑ عوام کا حق ہے کہ ریلوے کے نظام سے بلوچستان کے لوگ بھی مستفید ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you. آیا قرارداد نمبر 35 منظور کی جائے؟

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی رحمت صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! میں بھرپور انداز میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ بلکہ اس میں جو last میں جو پیرا ہے جو سی پیک فیز ٹو میں بلوچستان میں ریلوے کے نظام شامل کیا جائے۔ جناب اسپیکر! جب! سی پیک کے نام پر جو 45 یا 55 بلین ڈالرز پاکستان کی اکانومی میں آ گئے اور گوادر پورٹ جو بننا شروع ہوا تھا، مطلب اُس کا لُب لباب اور اُس کا دل گوادر پورٹ ہے۔ اور اُس میں سب سے پہلے اہم جو کلاز ہے۔ وہ ریلوے ٹریک ہے۔ آپ یہ انداز کریں کہ چابہار پورٹ کو ہمارے بعد شروع کیا گیا 13 سو کلومیٹر چابہار سے شمالی علاقہ جات ایران کے 13 سو سے زیادہ کلومیٹر تک ریلوے ٹریک سب سے پہلے بچھایا گیا۔ لیکن آج آپ دیکھیں کہ ہم کئی سالوں سے سُن رہے ہیں'' کہ گوادر پورٹ، گوادر پورٹ، گوادر پورٹ''۔ وہ اِسی لیئے کامیاب نہیں ہو رہی ہے کہ اُسکا کوئی communications system نہیں ہے نہ افغانستان سے connectivity ہے، ناں ملک کے دیگر صوبوں سے connectivity، نہ کراچی پورٹ سے connectivity ہے۔ روڈز تو ہونے چاہئے تھے۔ آج بھی سی پیک کے نام پر وہ روڈز بلوچستان میں نہیں بنائے گئے ہیں۔ اور یہ ریلوے ٹریک سب سے اہم ہے سر! گوادر پورٹ دوسروں کا کامیاب ہوگا اُس کے تین چار چیزیں ضروری ہیں۔ فری انڈسٹریل زون، ایکسپریس وے، ریلوے ٹریک اور گوادر ٹو رُتو ڈیرو روڈ۔ وہ آج بھی التوا کا شکار ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ انگریز کے دَور کا بچھایا ہوا وہ ٹریک آج بھی چل رہا ہے لیکن ہم اُس کو اُکھاڑ رہے ہیں۔ اُس کو ختم کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں اِس کی حمایت کرتا ہوں کہ سی پیک کے تھرو جتنے میگا پروجیکٹس پنجاب میں گئے ہیں، اُس کا نعم البدل بلوچستان میں لایا جائے اور۔۔۔

(خاموشی۔ مغرب کی اذان)

جناب اسپیکر: ابھی ایجنڈا پڑا ہوا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو، نماز کا وقفہ کریں یا پھر اس کو چلائیں۔ دس منٹ کا وقفہ کرتے ہیں نماز کے لئے۔

(وقفہ مغرب کی نماز کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی معزز اراکین تشریف رکھیں۔ پلیز۔ میڈم! آپ اپنی سیٹ پر آئیں۔ اپنی سیٹ پر آئیں۔ جی پلیز رحمت صالح بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! میں مختصر کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: کہ یہ اہمیت کی حامل قرارداد ہے اور چاروں صوبوں کو ملانے کیلئے ریلوے سروس بہت ضروری ہے۔ ناگریز ہے۔ اور آپ اس پر رائے شماری کریں۔ انشاء اللہ میری اُمید ہے کہ یہ پاس ہوگی اور اس پر عملدرآمد بھی کرادیں گے۔

جناب اسپیکر: Thank you

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اِس کی میں حمایت کرتا ہوں۔ اور جناب اسپیکر صاحب! یہاں ذکر کیا گیا ہے اکبر ایکسپریس کا، چلتن ایکسپریس کا، اباسین ایکسپریس کا، بلوچستان ایکسپریس کا کہ ان کو بحال کیا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان، پاکستان کے اندر بڑا ایک اہمیت کے حامل صوبہ ہے۔ اور جو سی پیک سے جو جڑا ہوا ہے صوبہ ہے وہ صوبہ بلوچستان ہے۔ ہمیں تو اِس کے علاوہ یہ تو بحال ہونے چاہئے بلکہ ہمارے جو neighbour countries ہیں جو ہمارے پڑوسی ممالک ہیں اُن کے ساتھ بھی کم از کم ہمیں وفاقی حکومت ایسا کوئی لے کے آئیں کہ جو ہمارے neighbour ممالک ہیں۔ پڑوسی ممالک ہیں اُن کے ساتھ بھی ہمارا کوئی ریلوے کا نظام ہونا چاہئے تا کہ ہماری تجارت میں اضافہ ہو۔ اور چیزیں بڑی smooth اور بڑی import اور export ہیں۔ آپ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ساتھ افغانستان ہے۔ افغانستان میں چین کی مدد سے کوئی اُنہوں نے کوئی ریلوے ٹریک بچھایا ہوا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم افغانستان کے ساتھ، اِس طرح ریلوے ٹریک بچھائے تا کہ ہمارا import اور export بذریعہ ریلوے ہو۔ اور ہمیں چاہئے کہ ہم ایران کے ساتھ import اور export کے ذریعے ریلوے ٹریک ابھی بچھائیں اور اِس سے سی پیک کو بڑا فائدہ ملے گا اِس صوبے کو بڑا فائدہ ملے گا۔ اور بالخصوص وفاق کیلئے ایک ریونیو generate ہوگی۔ تو یہ تو صرف اگر یہ تین چار ایکسپریس within و بلوچستان بند کیے ہیں تو بحال ہونی چاہئیں۔ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! پالیسی ایسی رکھیں کہ تجارت بڑھے اِس ملک میں، سرمایہ کاری ہو، لوگ آ کے یہاں invest کریں۔ یہ اُس صورت میں ہوگا جب آپ کے neighbour countries کے ساتھ اچھے تعلقات ہونگے۔ انگلش میں کہتے ہیں کہ:

Neighbour,neighbour never change.You have to change your policy.

پڑوسی کبھی change نہیں ہوتا کہ اگر ہمارے ساتھ ایران ہے تو ایران ہی رہے گا۔ اگر ہمارے ساتھ افغانستان ہے افغانستان ہی رہے گا۔ اگر ہم اِن کے ساتھ تجارت کریں اور اِن کے ساتھ policy کا ایک exchange کریں اور

ایک policy بنائیں اور تجارت کا ایک ماحول بنائیں۔اور بذریعہ یہ ریلوے ٹریک یہاں بچھائی جائیں ایران کے ساتھ اور افغانستان کے ساتھ اور چین کے ساتھ تو جناب اسپیکر صاحب! اِس کا بڑا فائدہ ہوگا۔اور اس سے بڑی بچت ہوگی۔تو یقیناً یہ بڑا انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔میں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ حمایت کرتے ہیں۔جی ڈاکٹر نواز صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: میں بھی اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ specially جو گوادر سے ژوب تک سی پیک کا وہ ہے، ژوب ایک تاریخی شہر ہے۔اور ژوب سے کوئٹہ تک یہ انگریز کے زمانے کا ایک بہترین رُوٹ تھا ریلوے کا۔لیکن unfortunately اب یہ ٹریک پورا اُکھیڑ دیا گیا ہے۔اور یہاں ریلوے نظام complete ختم ہو چکا ہے۔اور یہاں کان مہترزئی کے مقام پر جو ایشیا کا سب سے بُلند ترین ریلوے اسٹیشن تھا، ایک تاریخی ریلوے اسٹیشن تھا۔اِس وقت ژوب، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ یعنی پورا رُوٹ، کچلاک، بوستان، یہ رُوٹ بہت ہی بہترین اور already اِس کی پٹڑی بنی ہوئی تھی جو کہ اُکھاڑ دی گئی ہے۔اور راستے میں کوئی ایسا مشکل مقام نہیں ہے نہ کوئی پہاڑی ہے۔اور اِس پر بہت کم خرچہ آئے گا۔اور یہ علاقہ پورا زرخیز ہے۔ point of view سے دیکھا جائے تو میرے خیال میں آپ اگر دیکھیں تو یہ پورا agriculture کا علاقہ ہے۔اور ہزاروں نہیں، میں کہتا ہوں کہ ہر سال لاکھوں کے حساب سے ٹرک یہاں سے فروٹ سبزی وغیرہ لاتے ہیں کراچی پنجاب مختلف علاقوں میں پاکستان کے اور اِس پر ایک ٹرک کا کرایہ تین سے چار لاکھ روپے تک لگتا ہے۔اگر یہ ریلوے لائن بحال ہو جائے تو میرے خیال میں یہ جو زمیندار ایک ٹرک کو تین چار لاکھ دے رہے ہیں یہ صرف چالیس پچاس ہزار روپے میں اِن جو یہ فروٹ اور سبزی ہے اور آگر تیز اور فاسٹ ٹرین یہاں چلائی جائے۔اور یہ کراچی وغیرہ کو connect ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہترین منافع بھی ہے اور گورنمنٹ کیلئے بھی اور ہمارے زمینداروں کیلئے بھی جو کہ زمیندار ابھی agriculture کیلئے جتنا وہ لوگ خرچ کر رہے ہیں بہت کم اُن کو بچت ہوتی ہے۔آگر یہ رُوٹ بحال ہو جائیں تو اِس کی بہت زیادہ بچت ہوگی اور اِس پر خرچہ بھی بہت کم آئے گا already وہاں ریلوے کے جو کوارٹر بنے ہوئے ہیں ابھی بھی لوگ اُس میں جو ہے ناں وہ مُقیم ہیں اور وہاں پر جو روزگار پر تھے اُن سب کی نوکریاں ختم ہو گئیں اگر دوبارہ بحال کر دیا جائے اور لوگوں کو یہاں روزگار بھی ہو جائے گا ہمارے زمیندار کا اِس سے فائدہ ہو جائیں گے اور کتنے اِس رُوٹ پر بسیں، ٹوڈیز اور دوسری گاڑیاں چل رہی ہیں یہ لوگ سواریوں کیلئے۔تو یہ بھی یہ ایک بہت آسان ذریعہ ہوگا یہ ہمارے لوگوں کیلئے اور بہت کم خرچے پر یہ لوگ اِس رُوٹ پر سفر کر سکیں گے۔

جناب اسپیکر: بلکہ اِس کو آپ اسکو آگے KPK کے ساتھ بھی connect کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: جی ہاں۔میں کہتا ہوں کہ یہ جو لائن گوادر سے کوئٹہ، کوئٹہ سے ژوب، اِسی کو آگے اِس رُوٹ

کو چائنا تک لے جائیں تو ایک بہترین رُوٹ اور ایک انٹرنیشنل رُوٹ بن جائے گا۔ تو میں اِس قرارداد کی بھر پور حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔ ok, thank you.

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: مَیں اس قرارداد کی اپنی پارٹی جمعیت علماء اسلام اور پورے عوام کی طرف سے اور ہمارے تمام دوست جو اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی حمایت کی بھی مَیں خواہش کرتا ہوں کہ یہ ہماری اس قرارداد کی حمایت کریں۔ مہربانی اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی۔ thank you۔ جی میر محمد عاصم کرد گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): مہربانی اسپیکر صاحب! یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے جو انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسپیکر صاحب! جیسے ہمارے ڈاکٹر صاحب نے کہا پہلے ژوب بھی ہم جاتے تھے وہ ریلوے لائن جو بکھری ہوئی ہے اُن کی جو لائن وغیرہ اُکھاڑ کر بیچے ہیں کیا کیا ہے۔ ہمارے جیسے ہرنائی کی ابھی جو بن گئی ہے۔ جیسے ہمارے تفتان کی لائن ہے یہ second world war میں بنی تھی temporary ابھی 100 سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے اِس کو ابھی تک repair بھی نہیں کیا گیا ہے کبھی کوئی سیلابی پانی ریلوے لائن کو لے جاتا ہے تو وہاں سے اُس کو درست کرتے ہیں جیسے پہلے ہمارے کوئٹہ، کراچی اور لاہور کتنی ٹرینیں چلتی تھیں ابھی وہ بھی غالباً سارے ایک، دو چلتی ہیں باقی ساری بند ہوگئی ہیں اسپیکر صاحب! پہلے ہمارے نوکنڈی، تفتان جو سنگ مرمر کے لیزے تھے یہ مال گاڑی وہ سارے اُس میں اپنے جو وہاں سے آنکس وغیرہ نکالتا تھا وہ 30-25 گاڑیاں ریلوے کے ادھر کھڑی ہوتی تھی ہر چیز اُن کے لیے لاتے تھے۔ وہ تو میرے خیال میں کوئی ختم ہی ہوگیا ہے ابھی آج کل میں نے نہیں دیکھا ہے کہ کبھی بھی وہ ٹرین گاڑی چلے۔ اسپیکر صاحب! ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ اِس جدید دور میں اِس کی آپ رفتار دیکھیں یہاں سے جو کراچی جاتی ہے دو دن کے بعد پہنچتی ہے کبھی تین دن کے بعد پہنچتی ہے جو غریب عوام ہیں سارے اِسی میں سفر کرتے ہیں۔ اور سب سے مزدور پیشہ ورانہ لوگ یہاں کے زمیندار سارے یہی کے ہیں کیونکہ اِس کا کرایہ کم ہیں تو اِسی میں سفر کرتے ہیں اِس کا وہ جو دوسرے ممالک ہیں اُن کے ساتھ منسلک کیا جائے جیسے ڈاکٹر کہہ رہا تھا رحمت بھائی کہہ رہے تھے اور اِس کی رفتار کو تیز کیا جائے۔ ابھی یہ 70-60 کی اسپیڈ سے جارہی ہے نہیں جائیگا اسپیکر صاحب! بالکل نہیں جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کوئلے پر چلتی ہے جی۔

وزیر محکمہ مال: ہاں تو اِس کو جدید جیسے دوسرے ممالک میں 300-200 کی اسپیڈ سے جاتی ہے اِس کی لائنیں بھی اِسی طرح بچھائی جائیں اور اِس کو جدید طرز عمل پر بنائی جائیں ابھی آپ دیکھیں دوسرے ممالک کہاں کہاں پہنچیں اور

ہمارے لوگوں کا یہی حال ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

وزیر محکمہ مال: اور اِس کے لیے اِس قرارداد کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں اور زور دیتا ہوں کہ اِس کو جدید طرز پر بنائی جائے۔

جناب اسپیکر: thank you -thank you میر عاصم صاحب۔ آیا قرارداد نمبر 35 منظور کی جائیں قرارداد نمبر 35 منظور ہوئی۔ سید ظفر علی آغا صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 36 پیش کریں۔ جی میڈم جی جی پلیز۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: (وزیر محکمہ امور نوجوانان وکھیل وثقافت): میں جلدی نہیں ہوں ویسے انتظار کر رہی ہوں کہ خواتین کو تھوڑا سا ٹائم دیں thank you جی۔ جناب اسپیکر! سب سے تو پہلے آپ کا بہت شکریہ youth سے related بہت سارے سوالات ہوئے اسمبلی فلور پر۔ جیسا کہ صفیہ صاحبہ نے کہا اور باقی اراکین اسمبلی نے کہا تھا کہ I want to share some information about the youth affairs in this sport government of Balochistan جناب اسپیکر! ہماری آبادی کا اہم جز ہیں وہ youth ہیں اور ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں کی 65% of population is youth-it means Pakistan is a young country -it the same time جہاں یوتھ ہمارے لیے acid ہیں وہاں ہماری ایک اہم فورس ہے on the other hand ہمارے لیے ایک چیلنج بھی ہے کہ ہمارے پاس 65%of the youth ہے تو اِس کو کس طرح کارآمد بنایا جائیں ملک کی آکانومی کو۔ boost of کرنے میں اپنے ملک کو ترقی دینے میں یہ ہمارے لیے ایک چیلنج بھی ہے لیکن اِس یوتھ کی potentials کو یوتھ کو کسی طرح یوٹیلائز کیا جاسکیں تو بلوچستان کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یوتھ بلوچستان جو بہت negative رہا ہے میں شکر گزار ہوں سی ایم بلوچستان کی کہ انہوں نے مجھے اِس قابل سمجھا کہ یوتھ افیئرز اینڈ اسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا قلمدان مجھے سونپا تو جسے ہی یہ ڈیپارٹمنٹ مجھے ملا میں نے بہت ساری چیزیں دیکھی اور میں نے observe کیا کہ اِس سے پہلے یوتھ ڈیپارٹمنٹ اینڈ اسپورٹس کے لیے خاطر خواہ initiative نہیں لیے گئے تھے تو ہم نے آتے ہی کچھ چیزوں پر کور کرنا شروع کیا صرف تین مہینوں کا جو ہمارا result ہے۔ want to share۔ اِس مقدس ایوان کے سامنے میں رکھنا چاہوں گی اور میری کچھ request ہے اس مقدس ایوان کو بھی میں شیئر کرنا چاہوں گی۔ تو سب سے پہلے یہ ہیں کہ ہم نے آتے ہی revamping DSOs offices of the roles Balochistan ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے بلوچستان میں ہمارے پاس اسپورٹس کے offices نہیں ہیں ہم نے پہلا step یہ کیا کہ DSOs کو یہ کہا کہ آپ DCs کے ساتھ ایک نشست کریں کہ

بلوچستان میں بہت سارے ڈسٹرکٹس ہیں جو کہ ہماری گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے جو یوٹیلائز نہیں ہوگی ۔کہ ہم for temporary ہم اُن جو گورنمنٹ کی بلڈنگز ہیں اُن کو اسپورٹس کا آفس بنایا جائے تا کہ ہمارے ڈی ایس او زادھر بیٹھیں وہاں یوتھ کے ساتھ اسپورٹس مین کے ساتھ اُنکا interaction ہو اُن کے I shoes hight light کریں اور ہم تک پہنچائیں۔ تو یہ ہم نے پہلے یہ initiative لیا دوسرا یہ ہے کہ amendment of service rules دیکھیں پہلے یہ ہوتا تھا کہ بہت آپ لوگوں نے سوشل میڈیا پر دیکھا ہوگا کہ پرموشن جو نائب قاصد تھے وہ پرموٹ ہوکر 14 گریڈ تک آپ پہنچ چکے ہیں جو ہم سے پہلا ہو چکا ہے تو بہت سارے سوالات ہوئے کہ یہ کیا اسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں گے۔

جناب اسپیکر: please honourable members kindly ذراء میڈم کو سنیں۔

وزیر محکمہ امور نوجوانان وکھیل وثقافت: اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کو کیسے وہ strengthen کریں گے کہ اُن کی کیا وہ wordtage ہوگی تو ہم نے amendment کی ہے in service rules کہ 50% ہماری پروموشنز ہوں گے ہمارے جو ملازمین ہیں اچھا اُن کے لیے بھی یہ طریقہ کار ہے کہ وہ ملازمین جاکر ڈپلومہ کریں and physical education اُن کی پرموشن میں یہ چیز ہم نے add کی ہے کہ جب تک ڈپلومہ نہیں کریں گے وہ ڈپلومہ پروموٹ نہیں ہوں گے اور دوسرا 50% جو ہیں وہ بھی ہوگی ہماری initial recruitment ۔اُس میں physical initial recruitment ہم نے یہ criteria رکھا ہے ڈیپارٹمنٹ کا یہ فرض نہیں ہے کہ اِس میں education کے آپ کی ڈگری کا ہونا ضروری ہے اور آپ player ہو medalist ہو آپ کے پاس medals ہوں آپ نے کسی فیلڈ میں medals جیتا ہوں تو وہ ہم نے ضروری قرارد دیا ہے تا کہ قابل اور relevant لوگوں کو ہم ڈیپارٹمنٹ میں لائیں اور ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں یہ کام ہم نے کیا ہے amendment of service rules ۔اور اِس کے علاوہ streaming of revenue generation۔generation streaming of revenue کہ ہمارے پاس بلوچستان میں بہت سارے اسپورٹس کی values ہیں آپ ایوب اسٹیڈیم دیکھ لیں باقی futsal and different ہیں ہمارے ڈسٹرکٹس میں ۔اس سے پہلے کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے کہ revenue کی earning کہاں گئی ہیں تو ابھی ہم نے آتے ہی اِس پر کام کرنا شروع کیا ہے۔کہ revenue کی earning وہ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کی ہے ہم نے پہلی دفعہ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کا اکاؤنٹ بنایا ہے اور ہم ایک app introduce کر رہے ہیں کہ اِن venues آپ جاکر تب کھیل سکتے ہیں ۔کہ آپ online through جاکر فیس جمع کریں گے پھر کھیلیں گے ابھی جو ہو رہا سارا

manual ہو رہا ہے کہاں پیسے جا رہے ہیں کس کو مل رہے تھے اِسکا کوئی ریکارڈ نہیں ہے ہم نے آتے ہی اِس پر ورکنگ شروع کیا ہے اور ابھی ڈیپارٹمنٹ کی earning بھی ہو رہی ہے اور اکاؤنٹ میں پیسے بھی آ گئے ہیں لیکن اس App کے بعد اور بھی transparent ہوگا پیسے ڈائریکٹ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے اکاؤنٹ میں جائیں گے سرکار کے پیسے ہوں گے پھر یوتھ اور کھلاڑیوں پر یہ خرچ ہوں گے۔ اور اِس کے علاوہ deployment of DSOs۔ یہ مسئلہ رہا ہے کہ اسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی بندہ کوئٹہ میں بیٹھا ہے اُس کے پاس زیارت کا بھی چارج ہے اُس کے پاس مستونگ کا بھی چارج ہے فلاں کا بھی چار، پانچ ڈسٹرکٹس کے چارج ہوتے تھے ابھی ہم نے کیا کیا ہے۔ deploy کر دیا اپنے DSOs کو۔ بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس میں ہمارے DSOs جائیں بلے ہمارے آفیسز یہاں نہیں ہیں لوکلز کو ہم نے ترجیح دی ہیں جو ہمارے لوکلز DSOs تھے کہ وہ بہت کیسز ہمارے سامنے آئے کوئی مستونگ کا ہے تو وہ کوئٹہ میں رہتا ہے کوئی کوئٹہ کا ہے تو کہی اور رہتا ہے تو ہم نے یہ کیا کہ اُن کو اپنے ڈسٹرکٹس میں بھیج دیا ہے۔ کہ وہاں وہ DSOs کی جو ڈیوٹی ہے وہ فون کریں اور ڈی سی کے ساتھ اُن کی ایک وہ نشست کروائی ہے کہ اُن کو کوئی جگہ provide کریں جب تک کہ ہمارے آفیسز وہاں بیٹھے نہیں ہوتے اس کے علاوہ ڈیوٹیز۔ بائیومیٹرک سسٹم ہم نے introduce کی ہے ابھی ہوتا ہوگا باقی ڈیپارٹمنٹس میں۔ لیکن اسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں مجھ سے پہلے نہیں تھا۔ ہمارے ڈائریکٹریٹ میں جو ہمارے یوتھ افیرز کا ڈائریکٹریٹ ہے ہمارے ڈائریکٹریٹ ہے اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کا۔ اُس میں بائیومیٹرک سسٹم موجود نہیں تھا ہم نے سب سے پہلے اپنے آفس میں ہم attendance کو یقینی بنائیں دوسرا ہم اپنی جو ڈائریکٹریٹس ہیں وہاں۔ اب تیسرے فیز میں ہم جا رہے ہیں کہ ہم ڈسٹرکٹ لیول پر بائیومیٹرک سسٹم کو introduce کروائیں تاکہ وہاں attendance وہ یقینی ہو اور وہاں یوتھ کو engage کیا جائے یوتھ کو سننے کے لیے وہاں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز موجود ہوں اور end پر میں اپنی یہ جو ہماری initiatives ہیں اِس پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہماری futuristic approach بھی بہت ساری ہم نے لیے ہیں کہ ہم کس طرح اِس ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں اس کے علاوہ ہماری جو activities ہیں اب تک تین مہینوں میں۔ ہمارا first time ہم نے یوتھ بلوچستان کی جو توتھ پالیسی ہے۔ ہم نے پہلا step یہ کیا کہ DSOs کو یہ کہا کہ آپ DCs کے ساتھ وہ کریں نشست کریں کہ بلوچستان میں بہت سارے ڈسٹرکٹس میں ہماری گورنمنٹ کی property ہے جو کہ utilize نہیں ہو رہی کہ ہم on temprory basis ہم اُن گورنمنٹ کی buildings اُن کو sports کا office بنایا جائے تاکہ ہمارے DSOs اُدھر بیٹھیں، وہاں یوتھ کے ساتھ sportsmen کے ساتھ اُن کی interation ہو اُن کے issues کو highlight کریں اور ہم تک پہنچائیں۔ تو یہ ہم نے یہ پہلے initiative لیا دوسرا یہ کہ

دیکھیں پہلے یہ ہوتا تھا کہ بہت آپ نے سوشل میڈیا پر دیکھا ہو کہ amendment of service rules promotion جو نائب قاصد تھے وہ promote ہو کر B-14 گریڈ تک پہنچ چکے ہیں جو ہم سے پہلے ہو چکا ہے تو بہت سارے سوالات ہوئے کہ یہ کیا sports ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں گے۔

جناب اسپیکر: Please Please Honourable Member kindly سُنیں میڈم کو۔

محترمہ مینا مجید: اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کو کیسے وہ Strengthen کریں گے وہ اُن کی کیا وہ weightage ہو گی۔ تو ہم نے amendment کی ہے اِن service rules کہ 50% ہماری promotions ہوں گی ہمارے جو ملازمین ہیں اچھا اُس کے لیے بھی یہ طریقہ کار ہے کہ وہ ملازمین جا کر ڈپلومہ کریں in Physical Education اُن کی promotion میں یہ چیز ہم نے add کی ہے کہ جب تک وہ نہیں کریں گے ڈپلومہ وہ promote نہیں ہوں گے اور دوسرا 50% جو ہے وہ ہوگی ہماری initial recruitment ۔ اُس initial recruitment میں ہم نے یہ criteria رکھا ہے department کی efforts رہی ہیں کہ اِس میں Physical education کی آپ کی پاس ڈگری ہونا ضروری ہے اور آپ player ہوں medalist ہوں۔ آپ کے پاس medals ہوں آپ نے کسی field میں medal جیتا ہو تو وہ ہم نے ضروری قرار دیا کہ تا کہ قابل اور relevent لوگوں کو ہم ڈیپارٹمنٹ میں لائیں اور ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں یہ کام ہم نے کی ہے amendment of service rules۔ اور اِس کے علاوہ streaming of revenue generation۔ streaming of revenue generation۔ streaming of revenue generation کے ہمارے پاس بلوچستان میں بہت سارے sports کے venues ہیں۔ آپ ایوب اسٹیڈیم دیکھ لیں باقی footstools ہمارے ڈسٹرکٹس میں ، اِس سے پہلے کوئی record موجود نہیں ہے کہ venue کی armoring کہاں گئی ہے۔ تو ابھی ہم نے آتے ہی اِس پر کام کرنا شروع کیا ہے کہ revenue کی armoring جو ہے sports department کی ہے ہم نے پہلی دفعہ sports department کا account بنایا ہے اور ہم ایک app introduce کر رہے ہیں کہ اِن venues میں آپ جا کر تب کھیل سکتے ہیں کہ آپ through this app online جا کر fee جمع کریں گے پھر جا کر آپ کھیلیں گے ابھی جو ہو رہا ہے وہ سارا manual ہو رہا ہے۔ کہاں پیسے جا رہے ہیں کس کو مل رہے تھے اِس کا کوئی record نہیں ہے ہم نے آ کر اِس پر working شروع کی اور ابھی ڈیپارٹمنٹ کی earning بھی ہو رہی ہے اور account میں پیسے بھی گئے ہیں لیکن اِس app کے بعد اور transparant ہو گا پیسہ direct sports department کے

account میں جائیں گے سرکار کے پیسے ہوں گے پھر youth اور کھلاڑیوں پر خرچ ہوں گے۔ اور اِس کے علاوہ deployment of DSOs۔ یہ مسئلہ رہا ہے کہ sports department میں کوئی بندہ کوئٹہ میں بیٹھا ہے اُس کے پاس زیارت کا بھی charge ہے اُس کے پاس مستونگ کا بھی charge ہے اُس کے پاس فلاں ڈمکا چار پانچ ڈسٹرکٹس کے charge ہوتے تھے۔ ابھی ہم نے کیا کِیا ہے deploy کر دیا ہے اپنے DSOs کو بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس میں ہمارے DSOs جائیں بھلے ہمارے آفس وہاں نہیں ہیں لوکلز کو ہم نے ترجیح دی ہے جو ہمارے لوکل DSOs تھے کہ وہ بہت cases ہمارے سامنے آئے کوئی مستونگ کا ہے تو وہ کوئٹہ میں رہتا ہے کوئی کوئٹہ کا ہے تو کہیں اور رہتا ہے ہم نے یہ کیا کہ اِن کو اپنے ڈسٹرکٹس میں بھیج دیا ہے کہ وہاں DSOs کی جو duty ہے وہ perform کریں اور DCs کے ساتھ اِن کی ایک اور نشست کروائیے کہ اُن کو وہ جگہ provide کریں جب تک کہ ہمارے offices وہاں built نہیں ہوتے۔ اِس کے علاوہ duties ۔ Bio matric system ہم نے introduce کیا ہے ابھی ہوتا ہوگا باقی ڈیپارٹمنٹس میں لیکن sports department میں مجھ سے پہلے نہیں تھا، ہمارے Directorate میں جو ہمارے youth affairs کا Directorate ہے ہمارا Directorate ہے sports Department کا اُس میں Bio Matric System موجود نہیں تھا ہم نے سب سے پہلے اپنے آفس میں کہ ہم attendence کو یقینی بنائیں دوسرا جو ہے ہم نے اپنے Directorates ہیں وہاں۔ اب تیسرے phase میں ہم جا رہے ہیں کہ ہم ڈسٹرکٹس لیول پر Bio Matric system کو introduce کریں تا کہ وہاں attendence جو ہے وہ یقینی ہو اور وہاں youth کو engage کیا جائے۔ youth کو سننے کے لیے وہاں ہمارے officers موجود ہوں اور end پر مَیں اپنی یہ جو ہمارے جو initiatives ہیں اِس پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے futuristic approaches بھی بہت ساری ہم نے لی ہیں کہ ہم کس طرح اِس ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کریں اِس کے علاوہ ہمارے جو activities رہی ہیں اب تک تین مہینوں میں ہمارا first time ہم نے youth policy ہے بلوچستان کی وہ اِس tenure میں approved ہو گئی ہے اب اُس کی implementation کے لیے مَیں محنت کر رہی ہوں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا پورا support ہے اُن کی جدوجہد ہے اِنشاءاللہ اور معزز اراکین اسمبلی سے بھی درخواست ہے جہاں جہاں آپ لوگوں کو لگے کہ ہم کہیں کوئی کوتاہی کر رہے ہیں یا ہمیں اصلاح لانے کی ضرورت ہے تو آپ لوگ بالکل اِس کی نشاندہی کر سکتے ہیں اور ہم سے مل سکتے ہیں اور ہمیں اپنی تجاویز ہمیں دے سکتے ہیں۔ تو ہم نے آتے ہی کچھ activities کی ہیں جشن وطن نوابزادہ سراج خان رئیسانی کے نام پر ایک ٹورنامنٹ ہم نے کروایا تھا زیارت میں آل بلوچستان فٹبال ٹورنامنٹ تھا وہ جس میں تمام ڈسٹرکٹس سے جو فٹبالر

تھے پہلے وہ اپنے ڈسٹرکٹ لیول پر کھیلیں پھر اُس کے بعد جو میگا ہمارا event ہوا ہے وہ زیارت میں ہوا ہے جس میں CM صاحب بھی supposed to کہ وہ آئیں گے اُن کا آنا نہیں ہوا تو یہ ہم نے کروایا ہے اُس کے بعد جشن مکران چونکہ میرا تعلق مکران سے ہے تو مجھے یہ feel ہوا کہ اُس علاقے سے میں تعلق رکھتی ہوں مجھے کھلاڑیوں کی طرف سے یہ بار بار request آئی کہ میڈم ہمارے لیے خوش قسمتی ہے کہ ہمارا جو sports منسٹر ہے وہ مکران سے تعلق رکھتا ہے تو ہمیں کوئی جشن type کا کوئی sports event رکھ اِدھر رکھیں اور ہم اُس میں participate کرنا چاہتے ہیں تو میں نے جشنِ مکران جو ہمارا sports festival تھا وہ ہم نے گوادر میں host کروایا جس میں ہماری پنجگور سے ڈسٹرکٹ کیچ سے ڈسٹرکٹ گوادر سے تمام ہم اس میں بہت سارے segments تھے بہت ساری ہماری وہ فٹبال کے تھے کرکٹ تھے females کے بہت سارے تھے اسکوئش تھا ٹیبل ٹینس تھا، فیمل فٹبالز تھے تو اِس طرح کے ہم نے ٹورنامنٹس کروائے under the جشنِ مکران festival ۔ اُس کے بعد ہم نے بہت سارے اپنے کھلاڑیوں کو fecilitate کیا ہے آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ ہم سُنتے ہیں کہ بلوچستان میں جو ہمارے جو کھلاڑی ہوتے ہیں بلوچستان کے لیے جو جیت کے آتے ہیں اُن کو support نہیں کیا جاتا تو ہم نے آتے ہی سب سے پہلے شاہ زیب رند کے ساتھ ملاقات کی، ہم نے شاہ زیب رند کو financially support کیا جو مارشل آرٹ ہمارا باکسر ہے جو جیت کر آئے تھے انڈیا سے ہم نے اُن کو support کیا ہم نے محمد وسیم کو support کیا ہم نے بلال کو support کیا تو اِس طرح سے جو بھی ہمارے بلوچستان کے کھلاڑی جو کہ جیت کر آئے ہیں میڈلز لے کر آئے ہیں یا ٹرافی لے کر آئے ہیں ہم اُن کو approach کرتے ہیں اُن سے ملتے ہیں جتنا ہم سے ہوتا ہے ہم اُن کو support کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok, windup please کریں۔

محترمہ مینا مجید: اسپیکر صاحب! یہاں گھنٹہ گھنٹہ بولتے ہیں آپ دو منٹ ہمیں بھی بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: جی جی بولیں بولیں۔

محترمہ مینا مجید: please, please تھوڑا سا سنیں ہم نہیں نہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: جی جی بولیں بولیں میڈم بولیں۔میڈم اِدھر میری طرف please۔

محترمہ مینا مجید: جی جی دو منٹ پلیز۔ ok جی۔ تو میں یہاں کہنا چاہوں گی اراکین اسمبلی سے ہمارے معزز اراکین اسمبلی کو کہ بہت ساری درخواست آتی ہیں میرے پاس کہ ہمیں ٹورنامنٹ کے لیے support کیا جائے ہمیں support items دیئے جائیں ہمیں youth سے related programs دیئے جائیں۔ تو ایک request ہے آپ سب سے کہ please اپنی جو Provincial PSDPs جو آپ لوگ جمع کرتے ہیں اپنا

Provincial PSDPs۔

جناب اسپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس پلیز۔

محترمہ مینا مجید: اسپیکر صاحب ایک ریکوئسٹ ہے معزز اراکین سے کہ پلیز اپنی پی ایس ڈی پی میں کچھ آپ لوگ اپنا جو فنڈ ہے وہ اسپورٹس کے لیے رکھیں اور اِس دفعہ کے اسپورٹس کے بجٹ میں MPAs کی طرف سے کوئی بھی فنڈ نہیں رکھا گیا تھا۔ایک ریکوئسٹ ہے پلیز۔

جناب اسپیکر: ہو گیا ہو گیا میڈم windup ہو گیا۔

محترمہ مینا مجید: جی جی. Thank you۔

جناب اسپیکر: ظفر علی آغا صاحب آپ سے ایک گزارش ہے اگر آپ مناسب سمجھیں آپ کی یہ جو قرارداد ہے اور آگے آنے والی جو لیویز کی قرارداد ہے اگر اُن کو پرسوں کے لیے ڈیفر کرتے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: گیلو صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ صحیح ہے؟ اگلے اُس پر ڈیفر کر دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اپنا یونس عزیز زہری صاحب ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: ابھی یا کل والا؟ ابھی کریں۔گیلو صاحب کہتے ہیں ابھی کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ یونس صاحب کہہ رہے تھے کہ کل کریں۔

سید ظفر علی آغا: چلیں پھر کل کر دیتے ہیں،ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی سید ظفر آغا صاحب کا اور آپ کی قرارداد نمبر 36 اور جو لیویز کے متعلق جو مشترکہ قرارداد ہے اِن دونوں کو پرسوں کے لے ڈیفر کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 4 جنوری 2025ء بوقت سہ پہر ملتوی کے لیے کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 45 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆